بسم اللہ الرحمن الرحیم

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسَىٰ اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرہ:۲۱۶)

(مسلمانوں!) تم پر اللہ کے راستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو، اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

آخری معرکہ

تالیف

فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن حفظہ اللہ

ترجمہ و مرتب

فضیلۃ الشیخ محمد صدیق ابو بکر حفظہ اللہ

مکتبہ سیدنا صہیب بن سنان الرومی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهد الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادی له , واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريک له واشهد ان محمد عبده ورسوله اما بعد!

آج کے زمانے میں مسلمان اگر امت مسلمہ کی کربناک حالت پر نظر ڈالیں تو پھر راسخ العقیدہ مسلمان کا دل ضرور پریشان ہوگا اور آنکھوں سے آنسو بہہ جاینگے۔آج کے دور میں شریعت محمدی مفقود ہے۔ حلال اور حرام کی تمیز ختم ہوچکی ہے۔مسلمانوں میں خوف، بزدلی، کسالت اوسستی نے اپنے پنجے گاڑ دیئے ہیں وہ کفار جو مسلمانوں کے نام سننے سے کانپ اٹھتے تھے آج وہی کافر متحد ہوکر مسلمانوں سے جنگ کر کے ان پر اپنے کفری قوانین نافذ کر رہے ہیں۔مسلمانوں کے اخلاق ,تہذیب عادات اور ثقافت کو اپنے پاوں تلے روند ڈالا ہے، ان کے املاک اور جایدادیں لوٹ کر اپنے خزانے بھر دیے۔ مسلمانوں کی عزت اور ناموس پر ہاتھ ڈالا۔لیکن اتنے ظلم او بربریت کے باوجود پھر بھی مسلمان امت غفلت کے نیند میں سوئی ہوی ہے اور ان پر کفری طاقتیں مسلط ہیں۔اکثر مسلمان جہاد سے گھبراتے ہیں تھوڑے سے مسلمان ایسے ہیں جن کے دلوں میں جہاد کا جذبہ موجزن ہے اور ہ اللہ جل جلالہ کے راستے میں قربانی دینے کیلئے میدان جہاد میں کود پڑے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ کفار اور ان کے کٹھ پتلی حکومتوں اور منافق جاسوسوں کے ہاتھوں پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپے ہوئے ہیں، کھلم کھلا اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں پر حملے نہیں کر سکتے۔سب سے بڑی افسوس کی بات یہ ہے کہ اس خطرناک اور نازک وقت میں عوام تو کجا بہت سے علماء حضرات بھی جہاد کرنے سے کتراتے ہیں۔یہاں تک کہ بعض شیخ القران اور شیخ الحدیث حضرات فتوی صادر کرتے ہیں کہ جہاد فرض کفایہ ہے، کچھ علماء حضرات کہتے

ہیں کہ یہ جہاد صرف عراقی اور افغان عوام پر فرض ہے، کچھ کہتے ہیں کہ جہاد کیلئے امیر نہیں, کچھ کہتے ہیں کہ ساز وسامان نہیں، کچھ کہتے ہیں کہ ہجرت کے لیئے جگہ نہیں، بعض تبلیغ کیلئے سہ روزہ, چالیس دن, چہار ماہ یا ایک سال لگا دینے کو جہاد کہتے ہیں۔ جہاد کے بارے میں جتنی قرانی آیتیں اور نبوی احادیث وارد ہو چکی ہیں ان سب کو اس بدعی تبلیغ پر چسپاں کرتے ہیں۔ جہاد کو دین اور مسلمان امت کے لیئے نقصان دہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اصل جہاد یہی تبلیغ کا کام ہے جو ہم ہی انجام دے رہے ہیں۔ جہاد کے بارے میں جتنے نصوص ہیں ان سب میں تحریف کر کے تبلیغ کے لیئے مختص کرتے ہیں۔ یہ لوگ دراصل جہاد سے منکر ہیں اور کافروں کیلئے راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ کفار کو یہ بتاتے ہیں کہ اسلام میں جہاد نہیں صرف تبلیغ میں وقت لگانا ہے جہاد کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور مجاہدین سے دشمنی کرتے ہیں، اگر کہیں مجاہدین کفار پر حملہ کر دیں اور انہیں نقصان پہنچائیں تو یہ حضرات کفار کے ان نقصانات پر ناراض اور خفا ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنے آپ کو عاشقان رسول کہتے ہیں لیکن یہ بھی جہاد کو اچھا اور درست نہیں سمجھتے۔ صرف چند باتوں کو اپنی زندگی کا مقصد بنا کر اسے دین تصور کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ جو بھی کہتے ہیں دراصل یہ جہاد سے منہ موڑنے کیلئے بہانہ اور حیلہ سازی ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ جہاد پوری امت مسلمہ پر فرض عین ہے اور جس نے بھی کلمہ شہادتین پڑھا ہے اس پر جہاد فرض عین ہو چکا ہے، اس میں عورت، مرد، عالم، جاہل، مسلح اور غیر مسلح سب کے سب شامل ہیں اور سب پر یکساں جہاد فرض ہو چکا ہے، انہیں چاہیے کہ امریکہ، اس کے اتحادی اور ان کے مسلمان کٹھ پتلیوں کے خلاف جہاد جاری رکھیں۔

ہم نے یہ کتاب اپنا دینی فریضہ اور دینی اہمیت کی پیش نظر لکھی ہے تا کہ غافل مسلمان اس حقیقت سے آشنا ہو جائیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار کے خلاف تلوار نہ اٹھائیں تو ان کی کوئی بھی عبادت اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگی۔

جہاد کی تعریف: جہاد لغوی معنی ہے طاقت اور استطاعت، یعنی وہ اپنی طاقت کے مطابق جہاد کرے۔

شرعی جہاد: کفر کے خلاف اپنی طاقت کے مطابق زبان, ہاتھ اور مال سے جہاد کرنا۔

جہاد کی فرضیت: اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لاَ تَعْلَمُوْنَ(البقرہ: ۲۱۶)

جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) ناپسند معلوم ہوتا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو ناپسند کرو، وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو بہتر سمجھو اور وہ تمہارے حق میں باعث خرابی ہو، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْم (البقرہ : ۲۴۴)

اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور یقین رکھو اس بات کا کہ اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ (التوبہ : ۵)

مشرکین کو جہاں پاو مارو، اور پکڑو، اور باندھو اور ان کی تاک میں بیٹھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لاَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لاَ يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

وَرَسُوْلُهٗ وَ لاَ يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صَاغِرُوْنَ (التوبة : ۲۹)

ان لوگوں کو مارو کہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر، اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے حرام بتلایا ہے، اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں۔ یہاں تک ان سے لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں۔

جہاد کی فرضیت کے بارے میں احادیث

① ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُمرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لااله الا الله فاذا قالوھا عصموا منی دماء ھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی الله)) (حدیث متواتر, صحیح البخاری ٦٩٢٤, مسلم کتاب الایمان:٣٣ , سنن النسایی : ٥/ ١٤ , ٧, ١٧ والفظه احمد فی المسند :٢ /٥٢٨, والترمذی ابواب الایمان : ١١٧/٤ وابوداود کتاب الجھاد: ١٠١/٤ وابن ماجه ١٢٩٥)

مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس وقت تک کفار کے ساتھ قتال کروں جب تک کہ وہ ''لا الہ الا اللہ'' کا کلمہ نہ پڑھیں (یعنی اس کے مقتضی پہ عمل کریں) جب انہوں نے یہ کلمہ پڑھا تو انہوں نے اپنا خون اور مال مجھ سے محفوظ کرا یا مگر اس کلمہ کے حق میں (شرعی حدود جیسا کہ قصاص وغیرہ) ان کا حساب اللہ پر ہے۔

② ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الجھاد واجب علیکم مع کل امیرا بر کَانَ او فاجراً، والصلواة واجبة علیکم خلف کل مسلم براکان اوفاجرا وان عمل الکبائر)) (اخرجه الدارقطنی :٢ /٦٥ رقم ١٧٤٠. واسناده ضعیف والکنه یویده الاحادیث الصحیة)

تم پر جہاد واجب ہے ہر امیر کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا فاجر, اور نماز بھی تم پر واجب ہے ہر نیک مسلمان اور فاجر امام کے پیچھے خواہ بڑے گناہوں کا مرتکب کیوں نہ ہو۔

③ بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان کے ہاتھوں اسلام لانے کی بیعت کرلوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر شرط لگادی کہ میں توحید کا کلمہ پڑھوں, پانچ وقت کی نماز ادا کروں, رمضان کے مہینے کے روزے رکھوں، اپنے مال کی زکوٰۃ دوں، حج کروں اور اللہ کی راہ میں جہاد کروں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان میں سے دو کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ زکوٰۃ تو اس لیئے نہیں دے سکتا ہوں کہ میرے پاس صرف دس اونٹنیاں ہیں جو میرے اہل عیال کے دودھ کی ضرورت پوری کرنے اور بار اُٹھانے کیلئے کام آتی ہیں۔ رہ گیا جہاد تو اس کے بارے میں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جو شخص میدان جہاد سے بھاگ نکلا وہ اللہ کے غضب میں مبتلا ہوگیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہیں ہوجائے کہ جنگ کے وقت مرنا پسند نہ کروں اور میدان سے بھاگ جاؤں, رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ان باتوں کو سن کر میرے ہاتھ کو جھٹک کر فرمایا: اگر زکوٰۃ اور جہاد نہ ہوتو پھر جنت میں کس عمل پر داخل ہوگے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے ساتھ بیعت کرتا ہوں میں نے ساری کی ساری مذکورہ شرطوں کے ساتھ بیعت کرلی۔

④ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((جاهدو المشركين باموالكم و انفسكم و السنتكم))

(ابوداود: ٣ /٢٢،واسناده على شرط مسلم، والنسايى ٦ /٧، واحمد : ٣/ ١٢٤،والدارمى : ٢١٣/٢ ،وابن حبان باب الجهاد صفحه: ٣٩٠ مواردہ والحاكم : ٨١/٢)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مشرکوں کے ساتھ جہاد کرو اپنے مال، نفس اور زبان کے ذریعہ۔

وضاحت: یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ ان مشرکوں (امریکیوں) اور اس کے اتحادیوں کے خلاف اپنے مال کے ساتھ جہاد کرنا واجب ہے یعنی اپنے مال سے کفار کے خلاف لڑنے کیلئے مجاہدین کے لئے ہتھیار خریدنا، لباس، زادِراہ، کارتوس اور دیگر ضروریات مہیا کرنا یہ سب کے سب مالی جہاد میں شامل ہے، اسی طرح زبان سے ان کفار کی برائی اور مذمت بیان کرنا، ان کی شکست کے بارے میں تبلیغ کرنا ان کے قانون کی مذمت کرنا یہ سب کے سب زبانی جہاد کے زمرے میں آتے ہیں جو ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اسی طرح ان کے خلاف میدان جہاد میں جا کر جنگ کرنا بہترین جہاد ہے۔

⑤ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسلام کے آٹھ حصہ ہیں۔ شہادتین (یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) نماز، زکوٰۃ، حج، جہاد، رمضان کے مہینے کا روزہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، وہ آدمی خسارے میں پڑ گیا جو اسلام کے ان حصوں میں سے کسی ایک حصہ کو بھی ادا نہ کیا۔

(المصنف ابن ابی شیبہ: ۳۵۲/۵, وعبدالرزاق: ۱۷۳/۵, واسنادہ صحیح)

وضاحت: یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ جہاد اسلام کا ایک مستقل حصہ ہے، جس آدمی نے نہ پہلے جہاد کیا ہو اور نہ ہی اب کرتا ہے تو اس آدمی میں اسلام کا یہ حصہ نہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی جو کہ قرآن اور حدیث کے عین مطابق ہو ضروری ہے لیکن وہ خود ساختہ تبلیغ جو آج کل جہاد کے خلاف یہود اور نصاریٰ نے رائج کیا ہے، اس میں شامل نہیں، کیوں کہ یہ اسلام کے سربلندی کیلئے نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کے بالادستی کیلئے ہے۔

تنبیہ: جہاد کی فرضیت کے بارے میں اور بھی کثیر تعداد میں آیات اور احادیث موجود ہیں لیکن یہاں اختصار کی خاطر ان پر اکتفا کرتے ہیں۔

جہاد کی اقسام

آج کل کونسا جہاد فرض ہے:

اس سے پہلے کہ جہاد کے حکم کے بارے میں معلومات فراہم کریں یہ ضروری ہے کہ ہم فرض عین اور فرض کفایہ کو سمجھ لیں۔

①　فرض کفایہ:　**فرض کفایہ، یہ ہے کہ:**

((اذاقام بہ من فیہ کفایۃ سقط الحرج والاثم عن الباقین،فان ترکہ الجمیع آثموا))(مشارع الاشواق:۱/ ۹۸)

جب چندافراد شارع کی طرف سے عائد حکم پر عمل کریں تو دوسروں کے ذمے سے اس کا گناہ اور حرج ساقط ہوجائے گا، لیکن اگر سب لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تو سب مسلمان گنہگار ہوں گے۔

فرض عین:　فرض عین اسے کہتے ہیں کہ دوسرے شخص کے کرنے سے یہ عمل اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ بلکہ ہر شخص پر لازمی ہے کہ یہ عمل خود سرانجام دے جیسا کہ نماز، روزہ و دیگر فرائض۔

جہاد دو طرح کا ہے

①　جہاد الطلب

②　جہاد الدفع

①　جہاد الطلب (کفری ملکوں کے اندر جہاد کرنا)

جہاد الطلب یہ ہے کہ کفری مما لک پر مسلمان مجاہدین سال میں ایکبار حملہ کردیں تا کہ کفار مسلمانوں کو گزند اور تکلیف پہچانے کے قابل نہ رہیں، فرض کفایہ جہاد یہ ہے، کہ مسلمان کم ازکم اپنی سرحدوں سے

کفار پر حملہ کریں اور انہیں ڈرائیں، مسلمانوں کے امام پر لازم ہے کہ اس طرح کے حملے کیلئے مجاہدین روانہ کیا کرے، ایسے حملے سال میں ایک یا دو بار ضرور ہونے چاہئے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو مسلمان گنہگار ہوں گے۔ لہٰذا علمائے اصول فرماتے ہیں کہ جہاد ایک قہریہ دعوت ہے جو ہر مسلمان پر حسب استطاعت واجب ہے، یہاں تک کہ صرف اور صرف مسلمان رہ جائیں، یا کافر وہ بھی اس شرط پر کہ وہ جزیہ دیں اور ذمی بن جائیں۔ (ابن عابدین ۳۸/۳ تحفة المحتاج علی المنهاج ۲۱۳/۹)

مختصر یہ کہ اس طرح کا جہاد فرض کفایہ ہے جو بعض مجاہدین کے انجام دینے سے دوسرے مسلمانوں کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔

② جہاد الدفع: یعنی مسلمان ملکوں سے کفار کو روکنا۔ یہ جہاد فرض عین ہے بلکہ تمام فرائض میں اسکا پہلا مقام اور مرتبہ ہے، ایسا جہاد ذیل کی حالتوں میں متعین ہے۔

پہلی حالت: جب کفار (امریکہ، انگریز یا ان کے اتحادی) مسلمانوں کے کسی ملک یا شہر پر حملہ آور ہو جائیں اور اس پر اپنا قبضہ جمالیں۔

دوسری حالت: جب کفار اور مسلمانوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے۔

تیسری حالت: جب کفار مسلمانوں کے کچھ افراد کو پکڑ کر قید کرلیں۔

(پہلی حالت) کفار کا مسلمانوں کے ملک میں گھس آنا

اس حالت میں سلف اور خلف کے علماء، چاروں مذاہب کے فقہاء، محدثین اور مفسرین ہر زمانے میں اس بات پر متفق رہ چکے ہیں کہ ایسی حالت میں مسلمانوں کے تمام افراد پر جہاد فرض عین ہے۔ اولاد پر اپنے والدین، عورت پر اپنے شوہر، اور مقروض پر اپنے قرض خواہ کی اجازت کے بغیر جہاد ضروری ہے۔ اگر ایسی حالت میں مسلمانوں نے سستی سے کام لیا اور جہاد کیلئے نہ نکلے تو انہوں نے فرض عین کو ترک کر دیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((واما قتال الدفع فهو اشد انواع الدفع الصائل عن الحرمة والدين واجب اجماع فالعدو الصائل الذى يفسد الدين والدنيا لاشئ اوجب بعد الايمان من دفعه فلا يشترط له شرط كالزاد والراحلة بل يدفع بحسب الامكان وقدنص على ذلك العلماء اصحابنا وغيرهم))آه(اختيارات العلمية ٤ ، ٨٠٦ ملحق بالفتاوى الكبرى)

قتال الدفع کا حکم بہت اشد اور سخت ہے اس لیئے کہ ایک ایسے دشمن کو روکنا جو مسلمانوں کی عزت، ناموس دین اور آزادی پر حملہ آور ہو چکا ہے فرض عین ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے، پس اس دشمن (امریکہ اور دوسری کفری طاقتوں کے ساتھ) جو دین اودنیا کو فاسد کرتے ہیں ایمان کے بعد جہاد سے بڑھ کر کوئی چیز واجب نہیں، ایسے جہاد کیلیئے زادِراہ کی کوئی شرط نہیں بلکہ ہر مسلمان کو اپنی طاقت کے مطابق اپنا دفاع کرنا ہوگا۔

اس امر پر چاروں مذاہب کے اقوال کہ مسلمانوں پر اس وقت جہاد فرض عین ہے۔

① مذہب ابوحنیفہ: علامہ ابن عابدین شامی کہتے ہیں:

((فرض عين ان هجم العدد على ثغر من ثغورالاسلام فيصر فرض عين, كالصلاة والصوم لايسعهم تركه))(حاشيه ابن عابدين٢٣٨/٢ بدائع الصنائع ٧٢/٧ ,البحر الرائق ١٩١/٥)

جب کافر دشمن (امریکہ اور اس کے اتحادی) افواج مسلمانوں کے کسی سرحد پر حملہ آور ہو جائیں تو اس صورت میں تمام مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے نماز اور روزہ کی طرح جس کا چھوڑنا مسلمانوں کے لیئے کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

وضاحت: اس وقت تو بات مسلمانوں کی سرحدوں سے اتنی آگے نکل گئی ہے کہ پوری امت مسلمہ کے ممالک وحشی اور فاسد امریکیوں اور انگریزوں کے تسلط میں آ گئے ہیں کیا اب بھی جہاد فرض عین نہیں؟!

② **مذہب مالکیہ:**

((ویتعین الجهاد بفجیی العدد علی کل احد وان مراة اوعبداً اوصبیا ویخرجون ولو منعهم الولی والزوج ورب الدین))(حاشیه الدسوقی :۱۷٤/۲)

اگر کفار مسلمانوں پر ناگہانی حملہ کریں تو ان کے خلاف عورت، غلام اور بچہ پر بھی جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہے، اگرچہ ان کے ولی، شوہر یا قرض خواہ کی طرف سے انہیں اجازت نہ ہو مگر پھر بھی انہیں ان کی اجازت کے بغیر جہاد کیلئے نکلنا واجب ہے۔

③ **مذہب شافعیہ: علامہ الرملی کہتے ہیں:**

((فان دخلوا بلدة لنا وصار بیننا وبینهم دون مسافۃ قصر فلیزم اهلها الدفع حتی من الاجهاد علیهم من فقیر ولد وعبد ومدین وامراة))(نهایة المحتاج :۵۸/۸)

اگر کفار ہماری شہر میں داخل ہوئے اور ہمارے اور ان کے درمیان شرعی قصر کے مسافت سے کم فاصلہ ہو تو اس شہر کے باشندوں پر ان کے خلاف لڑنا اور اپنے شہر کا دفاع کرنا واجب ہے۔ اس حالت میں ان لوگوں پر بھی جہاد لازم ہو جاتا ہے جن پر پہلے جہاد لازم نہ تھا مثلاً فقیر، بچہ، غلام قرضدار اور عورت۔

وضاحت: نماز کیلئے قصر مسافت کا اندازہ تو کجا اب تو کفار نے مسلمانوں کے ملکوں پر مکمل قبضہ کر رکھا ہے مثلا افغانستان، عراق، اور دوسرے ملکوں میں اپنی اپنی حکومتیں بنا کر انہیں اپنے زیر تسلط لائے ہیں۔ کیا اب بھی جہاد کیلئے ہمیں وسائل چاہیے۔

④ **مذہب حنبلیہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:**

((اذا دخل العدو بلاد الاسلام فلاریب انه یحب دفعه علی الاقرب فالاقربُ اذا بلاد الاسلام کلها بمنزلة البلدة الواحدة وانه یحب النفیر الیه بلا اذن والدٍ ولاغریمٍ ونصوص احمد صریحة بهذا))(الاختیار لعلمیة من الفتاوی الکبری ٦٠٨/٤)

جب دشمن (کفار) مسلمانوں کے کسی شہر پرحملہ آور ہوجائیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کا نکالنا اوران کے خلاف لڑنا واجب ہے قریب کے لوگوں پر, یاان کے قریب جتنے لوگ موجود ہوں، کیوں کہ مسلمانوں کی سارے شہرایک شہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔توان حملہ آور دشمن کے خلاف جہاد کرنے کیلیئے نکلنا بلاشک اپنے والدین اورقرض خواہ کی اجازت کے بغیر واجب ہے۔امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال اس بارے میں صریح ہیں۔

خلاصہ: چاروں مذاہب کے فقہاء کے اقوال سے معلوم ہوا کہ،آج کے دور میں امریکہ اورانگریزوں نے سارے اسلامی ملکوں پر کسی نہ کسی طریقے سے قبضہ کررکھاہے۔اوران چاروں مذاہب کے اقوال کی روشنی میں جہادفرض عین ہے،اورتمام مسلمانوں خواہ مرد ہو یا عورت،غلام ہو یا بچہ سب پر جہادفرض عین ہے انہیں چاہیئے کہ اپنی طاقت کے مطابق جہاد میں شریک ہوجائیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان کواپنی طاقت سے زیادہ کام کرنے کیلیئے مکلّف نہیں کیاہے۔ (لایکلف الله نفسا الا وسعها)

اس قسم کے جہادکونفیرعام کہاجاتاہے یعنی سارے مسلمانوں پرخواہ معذورہی کیوں نہ ہواپنی استطاعت کے مطابق جہاد کرنا فرض عین ہے۔

نفیرعام کے مسائل

آج کل کے دورمیں جہاد کے لیئے نفیرعام یعنی عمومی قیام ذیل کے دلائل کے روشنی میں فرض عین ہے۔

دلیل نمبر ①: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّ ثِقَالاً وَّ جَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ(التوبة : ۴۱)

نکل پڑوخواہ تھوڑے سامان سے (ہو) اورخواہ زیادہ سامان سے (ہو) اوراللہ کی راہ میں اپنے مال اورجان سے جہادکرو, یہ تمہارے لیئے بہتر ہے۔

وضاحت: اس آیت میں ہر حالت میں قتال کی فرضیت وارد ہو چکی ہے۔

مفسرین کے نزدیک (خفافا وثقالا کے بارے میں تقریبا دس اقوال موجود ہیں۔

خفافا اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس تھوڑا سا ہتھیار ہو اور ثقالا اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس زیادہ ہتھیار ہو، نیز خفافاً اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے جس کے پاس مال دولت نہ ہو بلکہ غریب ہو ثقالاً اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس مال دولت ہو یعنی امیر ہو۔ خفافا اس آدمی کو بھی کہا جاتا ہے جو شادی شدہ نہ ہو اور ثقالاً اس آدمی کو کہا جاتا ہے جس نے شادی کی ہو اور بال بچہ دار ہو۔ خفافاً صحت مند اور ثقالاً وہ بیمار جس کی بیماری زیادہ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن کریم میں ان لوگوں کے بارے میں عذاب کا ذکر کیا ہے جو نفیر عام میں بھی جہاد کے لیئے اپنے گھروں سے نہیں نکلتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا وَّ يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَ لَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (التوبة : ۳۹)

اگر تم نہ نکلو گے تو وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو سخت عذاب دے گا۔ اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کرے گا، اور ان سے اپنا کام لے گا اور تم اللہ کے دین کو ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کو اپنے دردناک عذاب سے ڈرایا ہے جو جہاد کو نکلنے کیلئے حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے کاروبار میں مصروف ہیں، یا ہم تو علماء ہیں اور مدرسوں میں تدریس کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث کا ترجمہ لوگوں کو سناتے ہیں۔ اس طرح کے دوسرے بہانے جو عوام اور خواص پیش کرتے چلے جارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اوپر مذکورہ آیت میں ان ساری معذرتوں کو مسترد کر کے جہاد کو فرض عین قرار دیا ہے۔

جولوگ اس وقت بھی کفار خصوصا امریکہ کے خلاف جس نے افغانستان اورعراق پر ناروا قبضہ کر رکھا ہے جہاد کیلئے تیار نہیں ہوتے ہیں وہ لوگ اس آیت کے رو سے عذاب کے مستحق ٹھہر جاتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب کفار نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے: ﴿وان استنصروا کُم فی الدین فعلیکم النصر﴾ اگر یہ مسلمان جن پر کفار نے حملہ کیا ہے تم سے امداد طلب کرے تو تم پر ان کا تعاون کرنا واجب ہوگا، جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امر کیا ہے کہ جب کوئی مظلوم مسلمان آپ سے تعاون چاہے تو ان کی حسب طاقت مالی اور جانی مدد کرو، خواہ زیادہ ہو یا کم۔ پیدل کی صورت میں ہو یا سواری کی صورت میں، جیسا کہ جب غزوہ خندق میں کفار نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے کسی بھی فرد کو جہاد سے رک جانے کی اجازت نہیں دی۔

(مجموع الفتاوی ۲۸/ ۳۵۸)

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ جہاد کیلئے نکلے وہ ایک آنکھ سے محروم تھے۔ کسی نے کہا: آپ تو بیمار ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب کو جہاد کیلئے حکم دیا ہے خواہ وہ خفاف ہو یا ثقال اگر میں جہاد نہ کرسکا تو کم از کم مسلمانوں کی لشکر کی تعداد تو بڑھا سکتا ہوں نیز ان کی مال ومتاع کی حفاظت تو کرسکتا ہوں۔ (قرطبی :۸/ ۱۵۰)

فائدہ: افسوس صد افسوس کہ آج امریکہ اوراس کے اتحادی افواج مسلمانوں کو جنگ کی دعوت دیتی ہیں لیکن ہم بہترین صحت کے باوجود ان کے مقابلے کیلئے نکلنا پسند نہیں کرتے بلکہ اپنے کاروبار میں مگن ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد اربوں تک پہنچ چکی ہے لیکن افسوس کے جہاد کے مقدس اور عظیم فریضہ سے محروم ہیں۔ آخر ہم قیامت کے خوفناک دن اللہ کے حضور میں کیا عذر پیش کریں گے؟ اس بارے میں

سوچنا چاہیے۔

دلیل نمبر ②: اللہ تعالیٰ اپنے کلام قران کریم میں فرماتے ہیں:

قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

(التوبة : ٣٦)

اوران مشرکین سے سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور (یہ) جان رکھو، کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے.

امام ابن العربی رحمہ اللہ کہتے کہ ''کافة'' معنی ہے۔

((محیطین بهم من کل جانب و حالة))(الجامع الاحکام القران : ١٥٠/٨)

یعنی ان کو ہر طرف سے ہر حالت میں اپنے گھیرے میں لے لو۔

دلیل نمبر ③: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال : ٣٩)

اورتم ان کفار (عرب) سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور دین خالص اللہ کا ہو جاوئے۔

یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

جب امریکہ اور انگریز مسلمان ملکوں پر قبضہ کر لیتے ہیں تو وہاں شرک، یہودیت، نصرانیت، زنا اور بے دینی کو رائج کر دیتے ہیں۔ لہذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے عقیدے کی حفاظت کرے۔ اور یہ کام اس وقت ممکن ہوسکتا ہے جب ہر مسلمان جہاد کیلئے کمر ہمت باندھ لے، تاکہ دین، عقیدہ، نفس، عزت اور مال و جان کی حفاظت ہو سکے۔

اگر جہاد نہ ہوتو ان سب خطرات کا سامنا کرنا ہوگا، جیسا کہ آج کل افغانستان اور پاکستان میں بہت سے مسلمان یہودیوں کے ایجنٹ بن گئے ہیں اور یہ سب عدم جہاد کا نتیجہ ہے۔ (والی الله المشتکی)

دلیل نمبر④: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((لاهجرة بعدالفتح ولکن جهادَ و نیة فاذا استنفرتم فانفروا))(صحیح البخاری :٥٤)

نہیں ہجرت فتح کے بعد مکے سے مدینے کی طرف مگر جہاد اور نیت ہے (یعنی جہاد ہمیشہ جاری رہیگا) اور جب تم سے جہاد کیلیئے نکلنے کو کہا جائے تو جہاد کے لیئے نکلو۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر وہ شخص جو مسلمانوں کی کمزوری سے مطلع ہو گیا کہ کفار کے مقابلے میں وہ کمزور واقع ہوئے ہیں اور اس بات سے بھی واقف ہوا کہ عنقریب کفار مسلمانوں پر غلبہ حاصل کریں گے۔ یہ شخص مسلمانوں کے ساتھ تعاون کرنے پر قادر بھی ہے تو اس پر واجب ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ تعاون کرے اور جہاد کیلیئے اپنے گھر سے نکلے۔(فتح الباری :٦/٣٠)

وضاحت: علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ اگر مشرق میں کوئی مسلمان موجود ہو اور مغرب میں کوئی مسلمان کفار کے ظلم و استبداد کا شکار ہو چکا ہو تو اس شخص پر اس مظلوم مسلمان کی مدد کرنا فرض ہے اور اسے حتی المقدور کفار کے خلاف لڑنا چاہیے۔

دلیل نمبر⑤: کوئی بھی دین جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ پانچ چیزوں کی حفاظت کیلیئے اترا ہے۔

① دین

② نفس

③ عزت اور آبرو

④ عقل

⑤ مال

یعنی: مذکورہ پانچوں چیزوں کی حفاظت کرنا لازمی ہے۔

اگران پانچ چیزوں میں سے ایک چیز کی حفاظت نہیں ہوتی ہے تو پھر اس کی حفاظت کیلئے جہاد اور قتال درکار ہے، اسی وجہ سے اسلام نے حملہ آوروں کا مقابلہ اور دفاع کرنے کی اجازت دی ہے۔ مثلاً جب کوئی چور تمہارا مال چوری کرنا چاہتا ہے تو آپ اس کے خلاف لڑیں گے۔

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا:

اگر یہ چور مجھ سے مال لینا چاہے تو میں کیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ﴿**قاتله**﴾ یعنی اس کے ساتھ جنگ کرو، اس نے پوچھا آگر وہ مجھے مار ڈالے تو؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جنت میں جاؤ گے اور اگر وہ قتل ہو گیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

جمہور علما کے ہاں جو بھی کسی کے مال اور جان پر تجاوز کرتا ہے تو اس کے خلاف اپنے دفاع کے لیئے لڑنا لازمی اور ضروری ہے اگر حملہ آور مسلمان ہو تو اسے بھی قتل کرنا چاہیے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

جو آدمی اپنے مال کو بچاتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ اور جو شخص اپنی جان کو بچاتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ جو شخص اپنے دین کے خاطر قتل ہوا وہ شہید ہے جو شخص اپنے اہل وعیال کے دفاع کی خاطر قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔

(صحیح البخاری : ٢٤٥٢ . مسلم : ١٦١٠, احمد : ١٦٥٢ . صحیح الترمذی: ١١٤٨, الدارمی :٢٦٠٦،جمع الفوائد: ٤٧٩/٢ رقم : (٦١٤٤)

علامہ جصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس امر میں بالکل اختلاف نہیں کہ اگر ایک شخص دوسرے شخص پر بے گناہ قتل کرنے کیلیئے تلوار اٹھائے تو مسلمانوں پر اس شخص کا قتل کرنا لازم ہے۔ (احکام القران: ٢٤٠٢/١)

جب کوئی حملہ کرنے والا یا چور قتل کیا جائے تو وہ سیدھا جہنم میں چلا جائے گا خواہ وہ مسلمان کیوں نہ ہو۔ اب آپ خود غور کرلیں کہ جب حملہ آور وحشی اور زنا کار کفار ہوں او وہ حملہ کر کے مسلمانوں کے ملک

پر قبضہ کرلیں ان کے دین عزت وآبرو کے بے حرمتی کریں ,عورتوں اومردوں پر جنسی تجاوز کریں تو کیا ان کے خلاف جہاد کرنا فرض عین نہیں بن جاتا۔؟

دلیل نمبر ⑥: اگر کفار مسلمانوں میں سے کچھ افراد کو پکڑ کر انہیں اپنے لیئے ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں تا کہ مسلمان مجاہدین ان پر حملہ نہ کرسکیں، تو اس صورت میں بھی مسلمانوں پر جہاد لازم اور فرض عین ہے اگر چہ حملے کے نتیجے میں یہ قیدی مسلمان بھی قتل ہوجائیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر کفار جماعت میں صالح اور نیک مسلمان بھی موجود ہوں اور ان کے قتل کرنے کے علاوہ کفار کے خلاف جہاد کرنا ممکن نہ ہو تو ان مسلمانوں کو بھی قتل کرنا جائز ہے، کیوں کہ دین کے تمام آئمہ اس امر پر متفق ہیں کہ اگر کفار مسلمانوں کو اپنے لئے ڈھال کے طور پر استعمال کرر ہے ہوں تو مجاہدین کو جائز ہے کہ ان سب کو قتل کردیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ: اگر حملہ آور مسلمان کا دفاع اس کے قتل کے بغیر ممکن نہ ہو تو اسے قتل کرنا جائز ہے اس بات پر سنت اور اجماع دونوں متفق ہیں، خواہ دفاع کرنے والے کا مال ایک دینار کیوں نہ ہو، کیوں کہ حدیث شریف میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو شخص اپنے مال کے دفاع کی حالت میں قتل ہوا وہ شہید ہے۔(مجموع الفتاوی٢٨/٥٣٧)

وضاحت: جب ان مسلمانوں کا قتل کرنا جو کفار انہیں اپنے لئے ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں جائز ہے تو کیا اب جبکہ امریکی اور اس کی اتحادی فوجی وطن فروش خلقیوں، پرچمیوں، افغان ملتیوں اور بعض سابقہ مرتد مجاہدین کو اپنے ساتھ ملائے ہوئے ہیں کیا ان کا قتل کرنا جائز نہیں؟ اس کے باوجود کہ وہ ان کے کفر پر راضی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے ملک کی تعمیر وترقی کے لئے آئے ہیں۔

لعنت ہو ایسے لوگوں پر جو یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ⑦: اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا فَاِنۡ بَغَتۡ اِحۡدٰهُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰهِ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ (الحجرات : ۹)

اوراگرمسلمانوں میں دوگروہ آپس میں لڑ پڑیں توان کے درمیان صلاح کرادو پھراگران میں سےایک گروہ دوسرے پرزیادتی کرے تواس گروہ سےلڑوجوزیادتی کرتاہے یہاں تک کہ وہ اللہ کےحکم کی طرف رجوع ہوجاوے,پھراگررجوع ہوجائےتوان دونوں کے درمیان عدل کےساتھ صلح کرادواورانصاف کاخیال رکھوبےشک اللہ انصاف والوں کوپسندکرتاہے۔

استدلال:جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پرایک باغی مسلمان طائفے کے خلاف قتال کرنا لازم قرار دیاہےتاکہ مسلمان متحدرہ رہیں اوران کی عزت وآبرومحفوظ ہو،تو کیا ظالم اورمتجاوزکفارکےخلاف جنہوں نے اسلامی ملکوں پرقبضہ کررکھاہے،دین اسلام کی توہین کرتے ہیں اورمسلمان عورتوں کی عزت پہ ڈاکہ دالتے ہیں جہادفرض اورضروری نہیں؟سوفیصدفرض ہے۔

دلیل نمبر⑧: اللہ تبارک وتعالیٰ کاگرامی ارشادہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ اَرۡجُلُهُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ذٰلِکَ لَهُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ(المائده: ۳۳)

جولوگ اللہ تعالیٰ سےاوراس کےرسول سےلڑتے ہیں اورملک میں فسادپھیلاتے ہیں ان کی یہی سزاہے کہ قتل کئے جائیں یاسولی دیئےجائیں،یاان کے ہاتھ اورپاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئےجائیں یازمین سےنکال دیئےجائیں یہ ان کیلئے دینامیں سخت رسوائی ہےاوران کو آخرت میں عذاب عظیم ہوگا۔

استدلال:مذکورہ حکم ان اشخاص کے بارے میں ہے جومسلمانوں کےساتھ جنگ کرتے ہیں،مسلمانوں

کوڈراتے دھمکاتے ہیں،مسلمانوں کوتنگ کرتے ہیں،زمین میں فساد پھلاتے ہیں،لوگوں کے مال اور عزت پرڈاکہ ڈالتے ہیں،جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرنین کے خلاف اقدام کرکے انہیں قتل کیا۔ جب مسلمان ڈاکواورمتجاوز کے خلاف یہ عمل کرنالازمی ہےتو پھرکیازناکار،ظالم،بے حیااورمتجاوزامریکی اورانگریزی فوج کے خلاف جو بہ زوروزبردستی ملکوں پرقبضہ جمارکھاہے۔مسلمانوں کے دین عزت و آبروکوخراب کردیتاہے۔توکیااب بھی مسلمانوں پرکفار کے خلاف جہادفرض عین نہیں ہواہے؟! ہلاکت ہوان لوگوں کیلئے جواب بھی جہادکرنے سے کتراتے ہیں اورمجاہدین کوبرابھلاکہتے ہیں۔

جب تک مقاصدمسلمانوں کوحاصل نہ ہوئے ہوں ان پرجہادفرض عین ہے۔

اب تک وہ دلائل بیان ہوئے جوجہاد کے فرض عین ہونے پردلالت کرتے ہیں۔اب وہ اسباب و مقاصدبیان کئے جاتے ہیں جن کے حصول تک جہادکاجاری رہنافرض ہے۔

پہلامقصد: جب تک کہ کفارکی شوکت وطاقت،رعب ودبدبہ اپنی جگہ موجودہواوروہ اسلام کے قلع قمع کرنے کیلئے کوشاں ہوں،مسلمان ان کے خوف اورفتنے سے مامون نہ ہوں، جہاں بھی کافراسلام لائے اسے تکلیف اوراذیت دینے سے دوچارکرتے ہیں۔توایسے وقت میں کفار کے ساتھ جہادکرنافرض عین ہے تاکہ اسلام لانے والوں کے لیئے راستہ ہموارہوجائے اورکوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

دلیل:اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِیْنَ(البقرہ:۱۹۳)

اوران کےساتھ اس حدتک لڑوکہ فسادعقیدہ (شرک) نہ رہے(اوران کا)دین (خالص)اللہ ہی کاہوجائے۔اوراگروہ لوگ (کفرسے) بازآجائیں توسختی کسی پرنہیں ہواکرتی بجزبے

انصافی کرنے والوں کے۔

استدلال: یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جب تک شرک اور کفر موجود ہو یا کفار کی طرف سے مسلمانوں کو ڈرانے دھمکانے اور تکلیف پہنچانے کا خطرہ موجود ہو تو ان کے خاتمے تک جہاد جاری رہنا چاہیئے۔اب سوال یہ ہے کہ آیا مذکورہ عوامل ختم ہو چکے ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ ختم نہیں ہوئے بلکہ اور بھی بڑھ گئے ہیں۔لہٰذا اب بھی کفار کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔

دوسرا مقصد: اسلام کا غلبہ: جب تک کہ پوری دنیا پر اسلام غالب نہ ہو جائے۔ ہر جگہ اللہ کا قانون نافذ نہ ہو جائے، طاغوتی، جمہوری، اور کفری نظام کا خاتمہ نہ ہو جائے تو اس وقت تک مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔

استدلال: آیت کے الفاظ: ﴿ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ﴾ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس وقت تک جہاد فرض عین ہے جب تک کہ تمام کی تمام تر اطاعت اللہ کے لیئے نہ ہو جائے۔(یعنی الٰہی قانون نافذ نہ ہو جائے) لہٰذا جب تک طاغوتی نظام موجود ہو اور لوگ طاغوتی جمہوری نظام کے لیئے دوڑ دھوپ میں لگے ہوئے ہوں، اللہ کے نازل کردہ نظام کو پس پشت ڈالا ہو تو یہ لوگ اسلام سے خارج اور کافر ہیں اور ان کے خلاف جہاد اور قتال فرض عین ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اُمرتُ اَن اُقاتل الناس حتی یشھدُوا ان لا الہ الااللہ وان محمدرسول اللہ ویقیموا الصلوۃ ویوتو الزکاۃ. فاذافعلوا ذلك عصمو منی دماء ھم واموالھم الابحق الاسلام وحسابھم علی اللہ)) (حدیث متواتر متفق علیہ والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ: الصحیحۃ٤٠٧ وصحیح الجامع ١٣٧٠)

مجھے امر ہوا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کریں

اور اپنے مال کی زکوٰۃ دیں. جب انہوں نے یہ کام انجام دیا تو انہوں نے مجھ سے اپنا خون اور مال کو محفوظ کرایا۔ مگر اسلام کے حق میں، اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

استدلال: مذکورہ آیت اور احادیث نبوی اس بات پر صریح دلالت کرتی ہیں کہ جب تک اس سرزمین پر شرک اور کفر موجود ہو ان کے خلاف جہاد فرض عین ہے، جب شرک اور کفر مٹ گیا تو پھر جہاد فرض نہیں رہے گا۔

جہاد کا دوسرا مقصد کفار سے جزیہ لینا ہے

جب تک کہ ساری دنیا کے مشرک اور کفار اسلام کے اگے سر خم تسلیم نہ کریں تو انہیں اتنا ذلیل کیا جائے گا کہ وہ مسلمانوں کو جزیہ (ٹیکس) دینے کیلئے آمادہ ہو جائیں، اگر وہ اسلام قبول نہ کریں اور جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو پھر ان کے خلاف جہاد اور قتال فرض عین ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَ لاَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لاَ يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ لاَ يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صَاغِرُوْنَ (التوبة : ۲۹)

اہل کتاب جو کہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے حرام بتلایا ہے۔ اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں۔

مذکورہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ اگر کفار ایمان نہ لائیں اور جزیہ بھی نہ دیں تو اس صورت میں ان کے خلاف جہاد فرض عین ہے، لیکن افسوس کہ آج معاملہ برعکس ہے، کفری طاقتیں مسلمانوں کے تیل اور

خزانوں پر قابض ہیں اور مسلمان انہیں جزیہ دے رہے ہیں۔

یہ سب جہاد چھوڑنے اور جنگی حکمت عملی سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ (واللہ المشتکی)

چھٹا سبب: کمزور مسلمانوں سے تعاون کرنا: جب تک کہ عالم اسلام میں کفار کی طرف سے کسی ایک مسلمان پر ظلم وستم کا سلسلہ جاری ہو تو اس کو کفار کے چنگل سے نجات دلانے کے لیئے جہاد فرض عین ہے۔

دلیل: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَل لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (النساء: ۷۵)

اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر سے جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لیئے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے۔ اور ہمارے لیئے غیب سے کسی حامی کو بھیج۔

استدلال: یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جب تک مسلمان کفر کے ہاتھوں میں مظلومیت کی زندگی گذار رہے ہوں، ان پر کفار کا رتسلط ہو تو ان کو ان کے چنگل سے نجات دلانے کی خاطر جہاد فرض عین ہے جب تک وہ کفار کے تسلط سے آزاد نہ ہوئے ہوں انکے خلاف جہاد فرض عین رہیگا، اب آپ خود اپنی انکھوں سے دیکھیں کہ کتنے لوگ جن میں عورتیں، بچے جوان بوڑھے علماء اور نیک لوگ بھی شامل ہیں کفار کے غلبہ کے ماتحت زندگی گذار رہے ہیں۔ کیا اب بھی مسلمانوں پر جہاد فرض عین نہیں۔؟

پانچواں مقصد: مسلمان شہیدوں کا انتقام لینا

جب تک کفار سے شہیدوں کا انتقام نہ لیا گیا ہو تو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔ ہاں اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو شہید کرے تو دینی اخوت کی بنا پر اس کیلئے دیت اور معافی کی گنجائش موجود ہے۔ مگر کفار کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا جائے گا بلکہ انہیں قتل کیا جائے گا اگر کافر مسلمان ہو جائے تو اسے معاف کیا جائے گا۔ اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ فرمان ہے:

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى (البقرة ۱۷۸)

اے مومنو! تم پر (قانون) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین کے بارے میں۔

وضاحت: سن ۶ ہجری میں جب محمد ﷺ عمرہ ادا کرنے کی خاطر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو مکے کے مشرکوں نے آپ ﷺ کو منع کیا، رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے سفیر بنا کر مکہ روانہ کیا۔ مکہ والوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو وہاں روک لیا۔ مسلمانوں کو یہ خیال آیا کہ مکہ والوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب ہم جنگ کے بغیر مکہ نہیں جائینگے، آپ ﷺ نے "۱۴۰۰" اصحاب کرام سے جہاد کرنے کی بیعت لی، مکہ کے کفار جب یہ بات سن لی تو عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ (مختصر سیرت الرسول وسیرت ابن هشام)

استدلال: یہ واقع صراحتاً اس بات پر دلیل ہے کہ اصحاب کرام سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت لینا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لیئے تھا. اللہ تعالیٰ نے اس بیعت پر اپنی خوشی اور رضا کا اظہار کرتے ہوے فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح : ۱۸)

بے شک! اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جس وقت وہ تمہارے ساتھ درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے۔

سن ۸ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر ازدی بصرہ کے حاکم کیلئے ایک خط دیدیا۔ راستے میں شرجیل بن عمرو غسانی نے جو قیصر کی طرف سے شام میں بلقاء کے علاقے کا گورنر تھا اسے پکڑ کر شہید

کیا۔جب رسول اللہ ﷺ کواس کی شہادت کی خبر پہنچی تو بہت پریشان اور دلگیر ہوئے ،رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کی قیادت میں تین ہزار مجاہدین جہاد کے لیئے تیار کیئے ،اتنا بڑا لشکر غزوہ خندق کے علاوہ کسی اور جنگ کے لیئے تیار نہیں کیا گیا تھا۔آپ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جس مقام پر حارث بن ازدی کو قتل کیا گیا ہے وہاں جا کر پہلے اس علاقے کے رہنے والوں کو اسلام کی دعوت دیں، اگر اسلام کی دعوت کو قبول کیا تو بہتر ورنہ اللہ تعالیٰ سے امداد اور نصرت کی دعا مانگیں اور ان کے خلاف جنگ کا آغاز کریں، یہ جنگ جنگ موتہ کے نام سے مشہور ہے جو تین ہزار مجاہدین نے دو لاکھ کفار کا بے جگری سے مقابلہ کیا۔اس جنگ میں مسلمانوں کے تین امیر پے در پے شہید ہوئے۔او پھر سیف اللہ (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے مسلمان مجاہدین کی قیادت سنبھالی اور اللہ تعالیٰ نے اسے فتح اور کامیابی سے ہمکنار کیا۔(الرحیق المختوم)

مذکورہ :دونوں واقعات اس بات کی دلیل ہیں۔کہ جب ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے قتل کے وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اتنے زیادہ مجاہدین کو جنگ کیلیئے بھیجا۔تو اب علماء حضرات مدرسوں میں پڑھنے والے طلبہ، تاجروں ،تبلیغیوں اوردین کے دوسرے ٹھیکہ داروں سے پوچھا جاتا ہے کہ عراق، افغانستان اور گوانٹانامو میں کتنے مجاہدین شہید کئے گئے ہیں؟ کتنے علماء القاعدہ کے الزام میں گرفتار اور قتل کے گئے ہیں؟ کیا اب بھی جہاد فرض عین نہیں؟ کیا ان کا بدلہ اور قصاص لینا ہم پر فرض نہیں۔؟

چھٹا سبب: معاہدے کو توڑنے کی وجہ سے کفار کے ساتھ جہاد کرنا فرض ہے۔

اگر کافر مسلمانوں کے ساتھ کوئی معاہدہ کرے مگر پھر توڑ ڈالیں تو اس کے خلاف بھی جہاد کرنا فرض ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ (التوبة: ١٢)

اور اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں، اور تمہارے دین (اسلام) پر طعن کریں تو تم لوگ اس قصد سے کہ یہ باز آجاویں ان پیشوایان کفر سے (خوب) لڑو، کیونکہ (اس صورت میں) ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں۔

استدلال: اس آیت میں جہاد کے دو اسباب مذکور ہیں ایک معاہدہ توڑنا دوسرا دین پر طعن لگانا۔ اس وقت دونوں اسباب امریکیوں اور انگریزوں میں موجود ہیں۔ عہد توڑنے والے بھی ہیں اور دین پر لعن طعن بھی کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اسلام عورتوں کو حقوق نہیں دیتا اور کبھی کہتے کہ کہ چوروں کا ہاتھ کاٹ کر ظلم کرتا ہے۔ سب سے بڑا طعن یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ یہ فساد سے پُر کتاب ہے لہٰذا انہوں نے قرآن پاک کوئی بار کوڑے کرکٹ میں دفنایا ہے۔ (نعوذ باللہ)

اے سلام کے دعوے دارو! کب تک تم خواب غفلت میں پڑے رہو گے؟ آخر اللہ جل جلالہ کو کیا جواب دو گے۔ اللہ کے حضور میں قرآن کریم تمہارے خلاف کتنی شکایت کرے گا۔؟

آیت میں یہ دلیل بھی موجود ہے کہ کفر کے اماموں کو قتل کرنا چاہیے۔ جو کفر کو اپنے ملک میں لایا ہے اگر چہ وہ اپنے آپ کو مجاہد کیوں نہ کہے ان کا قتل کرنا اللہ کی طرف سے ہم پر فرض ہے۔ آیئے اس فرض کو ادا کرنے کیلئے طاغوتی نظام اور ان کے حامیوں کے خلاف اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر جہاد کریں تاکہ پوری اطاعت اللہ کے لیئے خاص ہو جائے۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْن,وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

(التوبة: ۱۴، ۱۵)

ان سے لڑو (اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ) ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دے گا، اور ان کو ذلیل (وخوار) کرے گا۔ اور تم کو ان پر غالب کرے گا او بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دے

گا۔اوران کے قلوب کے غیظ (وغضب) کودور کرے گا۔اور جس پر منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ (بھی) فرماوے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور ان کے حامیوں کے ساتھ جہاد کی چھ بشارتوں کا ذکر کیا ہے۔

① یہ کہ تم کفار کے لیئے الٰہی عذاب بنو گے۔

② یہ کہ اللہ انہیں رسوا اور ذلیل کریں گے۔

③ یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

④ یہ کہ مومنوں کے دل ٹھنڈے ہو جائیں۔(ایسا نہ کہ بستر ہ اٹھانے والوں کی طرح کہ جب کوئی باغی ہلاک ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ کلمہ کے بغیر کیوں مرا) کامل مومن اس وقت بن سکتا ہے کہ کافر کے ہلاک ہو جانے پر اس کا دل ٹھنڈا ہو جائے۔

⑤ یہ کہ کافروں کے دلوں سے غصہ ختم ہو جائے۔

⑥ یہ کہ کچھ کفار ایمان لے آئینگے۔

رسول اللہ ﷺ نے سن ۶ ہجری میں مکے کے قریش کے ساتھ دس سال کیلئے صلح کی اس صلح میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ شرائط ان کی بھی قبول کیں جن پر مسلمان خوش نہ تھے۔لیکن جب مکہ کے قریش نے سن ۸ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف بنوخزاعہ قبیلے کے ساتھ فوجی کاروائی میں حصہ لیا اور صلح کے اس معاہدے کو توڑ ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نے دس ہزار جانبازوں کو تیار کر کے مکے پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں مکہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا۔

یہ بھی صریح دلیل ہے کہ عہد شکن کفار کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔

اس وقت امریکہ اور اس کے اتحادی کفار نے افغانستان پر بڑا حملہ کیا ہے ان کے ہزاروں فوجی افغانستان میں مسلمانوں کے قتل عام میں مصروف ہیں لیکن افسوس کہ بہت سے افغان اور دوسرے

مسلمان خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔

ساتواں سبب: اپنی جان کی خاطر بھی جہاد فرض عین ہے۔

جب کفار کسی مقام پر مسلمان پر حملہ کریں تو ان کے دفاع کی خاطر جہاد فرض عین ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ(البقرة: ١٩٣)

اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے قتال کرو جو تمہیں قتل کر ڈالتے ہیں, اور تجاوز مت کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وضاحت: جب غزوہ خندق میں کفار نے مدینہ پر حملے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو جہاد کرنے کا حکم فرمایا:

جب تبوک کے مقام پر کفار نے پڑاوٗ ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نے پوری سرزمین عرب کے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ باہر نکل کر ان کے خلاف جنگ کریں رسول اللہ ﷺ کا یہ اقدام اس بات پر دلیل ہے کہ جب کفار مسلمان علاقے پر حملہ کریں تو پھر پورے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔جیسا کہ اس کی دلائل نفیر عام کے عنوان کے تحت گذر چکے ہیں۔

آٹھواں سبب: کفار نے مسلمانوں کے جن علاقوں پر قبضہ جمایا ہے ان کو آزاد کرانے کیلئے کفار کے ساتھ جہاد فرض عین ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ(البقرة : ١٩١)

ان کو قتل کرو جہاں ان کو پاؤ، ان کو نکال باہر کرو جہاں سے انہوں نے تم کو نکلنے پر مجبور کیا ہے۔

سورہ بقرہ میں بنی اسرائیل کے خلاف طالوت کی قیادت میں جس جہاد کا ذکر ہوا ہے یہ جہاد بھی مسلمانوں کے ان علاقوں کو آزاد کرانے کیلئے تھا جو کفار نے مسلمانوں سے بزور وز بردستی اپنے قبضے میں لئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کی کہانی ان کی زبانی یوں بیان کی ہے:

وَ مَا لَنَآ اَلاَّ نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا(البقرہ: ۲۴۶)

ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتال نہ کریں حالانکہ ہمیں اور ہماری اولاد کو اپنے گاؤں سے نکالا گیا ہے۔

اس کہ باوجود کے کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔

اسباب جہاد کا خلاصہ

اب ہم علی الترتیب قارئین کرام کے سامنے مذکورۃ الصدر اسباب کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

(۱) جب تک شرک، یہودیت، نصرانیت اور دہریت کا قلع قمع نہ ہوا ہو یا مسلمانوں پر ان کی طرف سے ظلم و بربریت کا خاتمہ نہ ہو گیا ہو تو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا، اس وقت یہودیت، نصرانیت اور دہریت کا قانون ختم ہو چکا ہے؟ آیا کفار کے ہاتھوں مسلمانوں پر ظلم اور بربریت کا سلسلہ رک گیا ہے۔؟

کیا امریکی اور اس کے اتحادی افواج کے ظلم اور ستم سے افغانستان اور عراق کے بے گناہ مظلوم عوام نجات پا چکے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ روزانہ سینکڑوں بے گناہ اور نہتے مسلمان عوام ان کے ہاتھوں قتل ہوتے ہیں۔ اسرائیل فلسطینی عوام پر روزانہ بمباری اور گولہ باری کر کے درجنوں کو شہید اور زخمی کر دیتے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس حالت میں ہمیں جہاد چھوڑنے کی اجازت اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیدی ہے۔؟!!

② جب تک کہ اسلام غالب اور کفر مغلوب نہ ہو گیا ہو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔
ہر کسی کو پتہ ہے کہ عالم کفر اس وقت مسلمانوں پر غالب ہے، نام نہاد اسلامی ملکوں میں ان کا نظام لاگو ہے۔ اسلامی ملکوں میں ان کے پٹھو اور غلام حکومت کے سربراہ ہیں۔ سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور کچہریوں میں ان کا قانون نافذ ہے۔
کیا اس کے باوجود جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اپنے کانوں سے سنتے ہیں پھر بھی مسلمانوں پر جہاد فرض عین نہیں؟ تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو اس حالت میں بھی جہاد کو فرض عین نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس وقت جہاد فرض کفایہ ہے۔

③ جب تک کفار کی موجودہ حکومتیں قائم ہوں تو ان کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کے خلاف اپنا جہاد جاری رکھیں اور اس وقت تک جرات اور بہادری سے لڑیں جب تک کے طاغوتی نظام ٹوٹ کر ختم نہ ہو جائے۔

④ اگر دنیا کے کسی بھی گوشہ اور خطے میں کفار کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم اور استبداد ہو رہا ہو جیسا کہ عراق، افغانستان، کشمیر، فلپائن، چیچین، بوسنیا، پاکستان، افغانستان، سعودی عرب، شام، یمن، مصر اور ایران جیسے ملکوں میں مسلمانوں کو القاعدہ کے نام سے پکڑ کر انہیں قتل اور قید کیا جاتا ہے۔ جب تک ان ممالک کے حکومتی سربراہوں اور کفر کے اماموں کا خاتمہ مجاہدین کے ہاتھوں نہ ہو جائے ان کے خلاف جہاد کرنا فرض عین ہے اور ہر مسلمان مومن پر لازم ہے کہ اس طرح کی حکومتوں کا تختہ الٹ کر اقتدار مسلمانوں کے حوالہ کر دیں۔

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ:

﴿قاتلوا ائمة الكفر﴾ ''کفر کے سربراہوں کو قتل کر ڈالو۔''

﴿وقاتلو هم حتى لاتكون فتنة﴾ ''انہیں (کفار) کو قتل کرو تا کہ فتنے کی جڑ کاٹ دی جائے۔''

⑤ کیا ہم نے اب تک اپنے مسلمان بھائیوں کا انتقام لیا ہے جو کفار اور ان کے بغل بچوں کے

ہاتھوں شہید کئے جاچکے ہیں؟۔نام نہاد مسلم مما لک کے حکمرانوں نے آج تک کتنے مسلمانوں کو پکڑ کر امریکیوں کے حوالہ کیا ہے جنہیں شہید کیا گیا ہے؟۔

کیا ان کا انتقام لینا ہم پر فرض نہیں؟۔ کیا ان نو جوانوں اور عورتوں کی نجات اور ان کا بدلہ لینا جو امریکیوں کی گوانٹانا موجیل سمیت مختلف جیلوں میں قید ہیں اور وحشی امریکی درندے ان کی عزت وآبرو پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ہم پر فرض عین نہیں؟۔

اے تبلیغ کے نام پر بستر اٹھائے پھرنے والو! کیا ان کی نجات کیلئے سہ روزہ لگانا ضروری ہے یا جہاد؟ اے مدرسین اور واعظین حضرات! کیا یہ انتقام اور بدلہ جہاد کے ذریعہ ممکن ہے یا درس تدریس اور وعظ کے ذریعہ؟ آپ خود فیصلہ کیجئے اللہ جانے اور تم۔

⑥ کفار نے بہت سے معاہدوں کو توڑ ڈالا جن کی واضح مثال مسلمانوں کے سابقہ قبلہ بیت المقدس پر قبضہ کرنا، بابری مسجد کو گرانا اور اس پر مندر تعمیر کرنا، اور افغانستان میں مدرسوں اور مسجدوں کو ڈھادینا ہمارے سامنے موجود ہے۔کیا یہ جہاد کے اسباب میں سے نہیں؟۔اپنے ضمیر سے پوچھ لیں۔

⑦ کفار نے ہر جگہ مسلمانوں پر حملے کئے ہیں۔ برما میں مسلمانوں پر پہلا حملہ کافروں نے کیا ہے اور انہیں پکڑ کر اپنا غلام بنا رکھا ہیں۔ بوسنیا میں سربیا کے ظالم کفار نے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ کر ان کے گھروں کو ملیا میٹ کر دیا۔کشمیری عوام ہندی وحشیوں کے ظلم کی چکی میں پسے جارہے ہیں۔عراق اور افغانستان امریکی اور اس کے اتحادی فوجیوں کے قبضے میں ہیں اور وہاں کے بے گناہ عوام بموں اور توپوں کے گولوں سے بھونے جارہے ہیں۔ ہمارے ملک میں خود ہمارے ملک کی فوج امریکی افواج کی ڈیوٹی ادا کر رہی ہیں، مسلمانوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کرتے ہیں جگہ جگہ مسلمانوں پر حملے کرتے ہیں اسکی وانا اور جنوبی وزیرستان واضح مثال ہیں۔چیچنیا پر روسی سرخ افواج نے قبضہ کر رکھا ہے، فلسطین اور بیت المقدس پر اسرائیل نے حملہ کیا ہوا ہے۔ فلپائن عیسائی مسلمانوں پر ظلم

ڈھارہے ہیں انہیں مارتے اور ذلیل کرتے ہیں۔

میں ان ملاؤں ،مفتیوں، تبلیغیوں اوران سارے مسلمانوں سے کہتا ہوں: جو جہاد کو بھول کرآرام سے بیٹھ گئے ہیں۔اگرتم اپنے بچوں کے دفاع اورحفاظت کی خاطر کسی بھی چیز سے دریغ نہیں کرتے ،اگرکوئی تمہارے کتوں اور مرغیوں کو مارڈالےتو سالہا سال تک لڑنے سے گریز نہیں کرتے ، اس وقت نہ تو کسی مفتی سے فتوی طلب کرتے ہواور نہ ہی کسی مولوی سے پوچھنا گوارا کرتے ہو۔لیکن جب جہاد کے فرض عین ہوجانے کی خبر سامنے آجائے تو پھر فتووں کے پیچھے پڑ جاتے ہو،کبھی کہتے ہو کہ جہاد کیلئے شرعی امیرنہیں اور کبھی کہتے ہو کہ ہم جہاد کے لیئے تیار نہیں،کبھی کہتے ہو کہ ہم کس کی بات مانیں؟اور کبھی کہتے ہو کہ مسئلہ دعوت اور تبلیغ سے حل ہوجائے گا میں آپ سے درخوست کرتا ہوں کہ جس طرح تم کسی شخص کی دشمنی کے وقت کسی کی نہیں مانتے اسی طرح جہاد کے وقت بھی اللہ اور رسول ﷺ کے علاوہ کسی کے فرامین کومت مانو جوصراحت سے جہاد کے فرضیت کا اعلان کرتے ہیں۔

⑧ کفار نے جن اسلامی مما لک پر قبضہ کیا ہوا ہے کیا ان کی آزادی ہم پر فرض نہیں ؟اندلس (اسپین) جن پر مسلمانوں نے ۸۰۰ سال حکومت کی تھی اب عیسائیوں نے وہاں مسلمانوں کی حکومت ختم کرکے اپنی صلیبی حکومت قائم کررکھی ہے،کیا اس ملک کی آزادی ہماری ذمہ داری نہیں؟ بہ شمول ہندوستان، کشمیر،حیدرآباددکن ،افغانستان ، پاکستان ، نیپال،عراق ،مصر،یمن،فلسطین،سویت یونین کی چودہ ریاستیں ، بلغاریا،قبرص،حبشہ ,سسلی ، روسی ترکمانستان ، چینی ترکستان ، پیرس سے ’’۹۰ کلومیٹر‘‘ کے فاصلے پرواقع فرانیسیسی علاقہ ،سوئزرلینڈ کے جنگلات اور پہاڑ مجاہدین کے جہادی مراکز تھے،اب یہ تمام علاقے کفار، یہوداورنصاریٰ کے قبضے میں ہیں کیاان علاقوں کی آزادی ہم پرفرض نہیں؟۔حقیقت یہ ہے کہ جب تک یہ سارے اسباب ومقاصد حاصل نہ ہوئے ہوں مسلمانوں پر جہادفرض عین ہے۔

جہاد چھوڑنے والوں کے لئے شدید ترین عذاب کی وعیدیں

دلیل(۱): اللہ تعالیٰ فرمان ہیں:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ٱقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ(التوبة: ۲۴)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے، اور وہ تجارت جس میں نقصان ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (سزائے ترک ہجرت کا) بھیج دیں۔ اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

امام ابن النحاس الدمشقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فی هذه الاية الشريفة من التهديد و التحذير و التخويف لمن ترك الجهاد رغبةً عنه وسكونا الى ماهوفيه من الاهل و المال مافيه كفايةٍ . فاعتبروا يا اولى الابصار

(مشارع الاشواق الى مصارع العشاق : ۱/ ۱۰٤)

اس آیت میں ان لوگوں کیلئے دھمکی اور تخویف ہے جو جہاد نہیں کرتے اور اپنے اہل اور مال کے ساتھ آرام کرتے ہیں۔

اے عقل رکھنے والو! اس میں اتنی وعید کافی ہے عبرت حاصل کرلو۔

دلیل(۲): اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا

قَلِیْلٌ، اِلَّا تَنفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًاوَّ یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَ لاَ تَضُرُّوْہُ شَیْئًا وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ(التوبۃ:۳۸، ۳۹)

اے ایمان والو!تم لوگوں کوکیا ہوا؟ کہ جب تم سے کہا جا تا ہے، کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیئے نکلوتو تم زمین کو لگے جاتے ہو کیاتم نے آخرت کے عوض دنیوی زندگی پر قناعت کر لی؟ سو دنیوی زندگی کا تمتع تو آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں، بہت قلیل ہے اگرتم نہ نکلو گے تو وہ (اللہ) تم کو سخت سزادے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کردے گا۔ اوران سے اپنا کام لے گا اور تم اللہ کے دین کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ھذا توبیخ علی ترك الجهاد وعتاب علی التقاعد من المبادرة الی الخروج (الجامع الاحکام القران: ۱٤٠/۸، مشارع الاشواق : ۱/۱٠٤)

یعنی یہ آیت ان لوگوں کے لیئے توبیخ ہے جو جہاد نہیں کرتے اوران لوگوں کیلئے عتاب ہے جو جہاد کے لیئے نہیں نکلتے اوراپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

دلیل (۳): اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِھِمْ خِلاَفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ کَرِھُوْآ اَنْ یُّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ قَالُوْا لاَ تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَھَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ کَانُوْا یَفْقَھُوْنَ، فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلاً وَّ لْیَبْکُوْا کَثِیْرًا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ، فَاِنْ رَّجَعَکَ اللّٰہُ اِلٰی طَآئِفَۃٍ مِّنْھُمْ فَاسْتَاْذَنُوْکَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا اِنَّکُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ(التوبۃ : ۸۳،۸۲،۸۱)

یہ پیچھے رہ جانے والے خوش ہوگئے رسول اللہ کے (جانے کے بعد) اپنے بیٹھے رہنے پر،

اوران کواللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا، اور (دوسروں کوبھی) کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو۔آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ (اس سے بھی) زیادہ گرم ہے کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے ،سوتھوڑے (دنوں دنیا میں) ہنس لیں اور آخرت میں روتے رہیں ان کاموں کے بدلے میں جوکچھ (کفرونفاق اور خلاف) کیا کرتے تھے۔اگراللہ تعالیٰ آپ کو اس سفر سے (مدینہ کوصحیح وسالم) ان کی کسی گروہ کی طرف واپس لائے پھر یہ لوگ کسی جہاد میں چلے جانے کی اجازت مانگیں تو آپ (یوں) کہہ دیجئے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلوگے اور نہ میرے ہمراہ ہوکر دشمن سے لڑو گے تم نے پہلے بھی بیٹھے رہنے کو پسند کیا تھا،تو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو، جو (واقعی) پیچھے رہ جانے کے لائق ہیں۔

امام ابن النحاس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فانظر رحمك الله الى هذا الوعيد الشديد والخزى العظيم والوبال الاليم لمن تخلف عن الجهاد وتقاعدعنه وكره الانفاق فيه(مشارع الاشواق : ١/١٠٥)

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے ،اس شدید ترین وعید شرمندگی اور دردناک گناہ کی طرف دیکھو جوان لوگوں کیلئے بیان ہوا ہے جو جہاد سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور اس راہ میں اپنا مال خرچ نہیں کرتے۔

اس وقت بھی بہت سے نام نہاد مسلمان جہاد کا مذاق اڑاتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ان پر ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جو بہت روئیں گے لیکن ان کا یہ رونا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ یہ لوگ جہاد کی راہ میں اپنا مال بھی خرچ نہیں کرتے۔

افسوس کی بڑے بات تو یہ ہے کہ جہاد کے لیئے اللہ کی راہ میں ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرتے اور نہ ہی کسی مجاہد کے ساتھ تعاون کرتے ہیں مگر خود ساختہ تبلیغ کیلئے لاکھوں روپیہ اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی اللہ کا راستہ ہے۔ كذالك سولت لهم الشيطان هذ الفعل ولاحول ولاقوة الا بالله

دلیل (۴): عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ: قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا تبـايعتم بالعينة واخذتم اذناب البقر ورضيتـم بـالـذرع وتركتم الجهاد سلط الله عليكم ذلا لا ينزعه حتى ترجعوا الى دينكم (سنن ابوداود، ۳/ ۷٤۰, احمد : ۲۳/۷ رقم :٤۸۵ وقـال احـمد شاكر اسناده صحيح وقال ابن النحاس سنده حسن (مشارع الاشواق : ۱۰/ ۱۰۵. والسنن الكبرى: ۳۱٦/۵ لونعيم فى الحلية : ۳۱۳/۱)

جب تم لوگوں نے عینہ کا کاروبار شروع کیا اور بیلوں کے دموں کو پکڑا اور زمینداری پر راضی ہوے اور جہاد کو ترک کیا تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا۔ اور اس وقت تک اسے نہیں اٹھائے گا جب تک کہ تم نے اپنے دین یعنی جہاد کی طرف دوبارہ رجوع نہ کیا ہو۔

وضاحت: عیـنـة کے بیع کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ایک چیز کو معلوم قیمت اور متعین وقت پر لے اور پھر اسے نقد مگر کم قیمت پر فروخت کر دے۔ بیلوں کے دم پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ زمینداری اور کھیتی باڑی کی وجہ سے جہاد کو چھوڑ دیں جیسا کہ آج کل کے زمیندار جہاد سے غافل اور ناخبر ہیں۔

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ جہاد سے کنارہ کشی اجتماعی ذلت اور شرمندگی ہے۔ امام ابن نحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب لوگ جہاد سے کنارہ کش ہو جائیں اور اپنے اپنے کاروبار میں مگن ہو جائیں تو اللہ تعالی ان پر اس وجہ سے دشمن مسلط کرے گا کہ انہوں نے جہاد ترک کیا ہے اور جہاد کیلئے وسائل اور دیگر سامان آلات مہیا نہیں کیے ہیں۔ یہ دشمن ان پر اس وقت تک مسلط رہے گا جب تک کہ مسلمان دوبارہ جہاد کی طرف رجوع نہ کریں، اسلام اور مسلمانوں کے تعاون کے لیئے کمربستہ نہ ہو جائیں۔ کفر کی شکست اور دین اسلام کے سربلندی کیلئے جانی، مالی اور لسانی جہاد کا آغاز نہ کریں۔

پھر علامہ ابن النحاس دمشقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قوله ﷺ حتی ترجعوا الی دینکم علی ان ترك الجهاد والاعراض عنه والسکون الی الدنیا خروج عن الدین ومغارقة له وکفی به ذنباً واثماً مبیناً(مشارع الاشواق: ۱۰۷/۱)

رسول اللہ ﷺ کا یہ قول: کہ جب تک تم اپنے دین کی طرف رجوع نہ کرو، اس پر دلالت کرتا ہے کہ جہاد کا ترک کرنا اور دنیا کے کاموں میں مگن رہنا مسلمانوں کو اپنے دین سے نکالتے ہیں اور یہی گناہ ان کیلئے کافی ہے۔

دلیل(۵): انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ:من غزا غزوة فی سبیل الله فقد ادی الی الله جمیع طاعته فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فالیکفر انا اعتدنا للظلمین ناراً، قال. قیل یارسول الله ﷺ وبعد هذا الحدیث الذی سمعنا منك من ید ع الجهاد ویقعد؟ قال: من لعنه الله وغضب علیه واعد له عذابا عظیما قوم یکونون فی اخر الزمان لایرون الجهاد وقد اتخذ ربی عنده عهداً لا یخلفه ایما عبدٍ لقیه وهو یری ذلك ان یعذبه عذاباً لایعذبه احد ا من العالمین (ابن عساکر فی باب التغلیظ فی ترك الجهاد، کذافی مشارق الاشواق : ۱۰۷/۱)

جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا تو اس نے اللہ کی پوری اطاعت کی پس جوکوئی چاہے ایمان لے آئے اور جوکوئی چاہے کفر اختیار کرے، بیشک ہم نے ظالموں کیلئے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! ہم نے جوحدیث آپ سے سنی کیا اس کے بعد بھی کوئی جہاد چھوڑ کر اپنے گھر میں بیٹھنے کی جسارت کرسکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ آدمی جس پر اللہ نے اپنا غضب اور لعنت کی ہو، اوران کیلئے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے، آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو جہاد کے منکر ہوں گے، مگر اللہ تعالیٰ نے بیشک پختہ وعدہ کیا ہے کہ اس طرح کے عقیدہ رکھنے والا شخص جب اللہ کے حضور میں پیش ہوگا

اسے ایسے عذاب سے دوچار کرے گا جو اس کے علاوہ کسی اور کو نہ دیا ہو۔

دلیل (٦): ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! میں نے ایک سال پہلے اسی مہینے میں اور اسی منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا:

ماترك قوم الجهاد فی سبیل الله الا ذلهم الله و ماترك قوم الامر بالمعروف و النهی عن المنكر الا عمهم الله بعقاب (به حواله شفاء الصدور, مشارع الاشواق : ١٠٧/١)

جس قوم نے فی سبیل اللہ جہاد کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کر دے گا اور جس قوم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کیا تو انہیں عمومی عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ طبرانی کی دوسری روایت میں ہے کہ جس قوم نے جہاد کو ترک کیا تو اللہ تعالیٰ ان پر دائمی عذاب نازل کرے گا۔

فائدہ: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ جو قوم جہاد چھوڑ دے، تو اللہ اسے ذلیل کر دے گا۔ قارئین کرام آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ مسلمان قوم پوری دنیا میں ذلت کی زندگی بسر کر رہی ہے، افغانستان کی حکومتی ارکان فوج اور پولیس امریکہ کے سامنے سر بسجود ہیں، امریکہ کا جو دل چاہتا ہے وہی ان کے ساتھ کرتا ہے، ہمارے ملک کی افواج جوان امریکہ کے اشارے پر ناچتی ہے اور دست بستہ اس کے سامنے کھڑی ہے، یہ کتنی بڑی ذلت اور رسوائی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

ولایدع قوم الجهاد فی سبیل الله الا ضربهم الله بالفقر

جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دے تو اللہ ان پر فقر اور غریبی مسلط کر دے گا۔

مذکورہ حدیث کا مصداق سارے مسلمان ہیں جو کفار کے خلاف جہاد کو چھوڑ چکے ہیں۔ ان پر فقر اور بھوک مسلط ہے، اگرچہ ظاہراً غنی ہیں مگر وہ دل سے فقیر ہیں، غنی تو وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔ آج کل مسلمان جہاد چھوڑنے کی وجہ سے کفار کے مزدور بنے ہوئے ہیں اور ان کے غلامی کر رہے ہیں، یہ سارا

فقراور ذلت جہاد چھوڑنے کا نتیجہ ہے۔(واللہ المستعان)

دلیل(۷): علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے لیئے جہاد کرنا جنت کے دروازو میں سے ایک دروازہ ہے۔جس نے جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا اور مصیبتوں میں مبتلا کرے گا۔ذلت کی حالت میں ظلم برداشت کرتے ہوئے انصاف سے محروم ہو جاے ہوگا۔

(شفاء الصدور بحواله مشارق الاشواق ۱/۱۱۰)

دلیل(۸): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن زيد بن اسلم عن ابيه ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: لايزال الجهاد حلوا خضرا ماقطر القطر من السماء وسياء تى على الناس زمان يقول فيه قرء منهم: ليس هذا بزمان جهاد فمن ادرك ذلك الزمان فنعم زمان الجهاد قالوا يارسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اواحد يقول ذلك ؟ قال نعم من لعنه الله والملائكة والناس اجمعون (شفاء الصدور بحواله مشارع الاشواق : ۱/۱۱۰)

جب تک آسمان سے جہاد جاری ہو تو یہ جہاد تر و تازہ اور لذیذ ہوگا۔لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے جو اس وقت کے پڑھے لکھے لوگ یہ کہیں گے کہ یہ زمانہ جہاد کا نہیں.پس جس نے جہاد کے اس زمانے کو پایا تو وہی زمانہ جہاد کا بہترین زمانہ ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ایسی بات بھی کر سکے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! یہ بات وہی لوگ کریں گے جن پر اللہ،اس کے ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا مصداق آج وہ نام نہاد مسلمان ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ موجودہ زمانہ جہاد کا نہیں۔کچھ کہتے ہیں کہ ہم جہاد کے لیئے تیار اور مناسب نہیں۔کچھ لوگ کہتے کہ مسلمان امت تباہ ہے جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ جہاد کیسے کریں گے،کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم درس اور تدریس کے کاموں میں مصروف ہیں وقت آنے پر جہاد کریں گے۔بعض تو یہ کہتے ہیں کہ جہاد کا مطلب ''جہد

یعنی،،کوشش کرنا ہے، ہم دین کیلئے دوسری کوشش کرتے ہیں، اس طرح کے اورخرافات اور لغوباتیں کرتے ہیں۔جس کے معنی ہے کہ یہ جہاد کا زمانہ نہیں۔

دلیل(۹): رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

عن ابی عمرو القرشی رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قال: ان الذنوب یحبس صاحبها عن الجهاد فی سبیل الله کما یحبس الغریم غریمة

(شفاء الصدور بحواله مشارق الاشواق : ۱۱۰/۱)

بیشک گناہ اور نافرمانی انسان کو جہاد سے ایسے روکتی ہے جس طرح کے قرض خواہ اپنے مقروض کوروکتا ہے۔

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ آج کل جولوگ جہادنہیں کرتے اس کی واحد علت یہ ہے کہ یہ لوگ گنہگار ہیں اور اللہ اوراس کے رسول کے نافرمانی کرتے ہیں۔

دلیل(۱۰): ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ من لقی الله بغیر اثر من جهاد لقی الله وفیه ثلمة

(الترمذی:۱۰۷/۳ ابواب الجهاد وابن ماجه کتاب الجهاد : ۹۲۳/۲ , الحاکم : ۷۹/۲)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: جوآدمی اللہ کے سامنے ایسی حالت میں حاضر ہوجائے کہ اس پر جہاد کا کوئی اثر نہ ہو گویا وہ اللہ کے ساتھ ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کا دین ناقص ہو۔

مذکورہ حدیث میں اس شخص کیلئے سخت وعید ہے جو اللہ کے سامنے جہاد کئے بغیر پیش ہوگا۔اوران علماء، طلبہ،تاجر،سیاسی جماعتوں،صوفیوں اور کارخانہ داروں کیلئے مقام عبرت ہے جو جہادنہیں کرتے۔

دلیل(۱۱): رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ: من مات ولم یغز ولم یحدث به

نـفسه مات علی شعبة من النفاق (مسـلـم کتاب الامارۃ ، باب ذم من مات ولم یغز الخ رقم ۱۹۱ ، ۳ م ۷۱۵۱)

جوآدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے جہاد کیا ہو اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کا جذبہ پیدا ہوا تو اس کی موت نفاق کے ایک شعبہ پر ہوگی۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ان لوگوں کے لیئے سخت وعید ہے۔جنہوں نے اپنی زندگی میں نہ جہاد کیا اور نہ ہی ان کے دلوں میں جہاد کا جذبہ پیدا ہوا۔

ہلاکت اور تباہی ہے ان مسلمانوں اور سیاسی جماعتوں کیلیئے جو جہاد کے نام سے واقف بھی نہیں ,کیا یہ لوگ منافقت کی موت نہ مریں گے؟۔

دلیل (۱۲): رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

عن ابی امامة عن النبی ﷺ قـال من لم یغز او یجهز غازیا اویخلف غازیا فی اهله بـخیـر اصـابـه الـله بقارعة قبل یوم القیامة (ابـوداود کتـاب الجهاد: ۳/ ۲۲ , ابـن ماجه, ۹۲۳/۲ , واسناده حسن (مشارع الاشواق : ۱۱۱/۱)

جس شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی مجاہدین کو سامان مہیا کیا اور نہ ہی مجاہد کے بال بچوں کی کفالت کی تو قیامت آنے سے پہلے اللہ اس پر عذاب اتارے گا۔

تنبیہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ جہاد میں کسی نہ کسی طرح اپنا حصہ ڈالے، اگر محاذ پر جانے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے چاہیے کہ وہ مجاہد کیلیئے ہتھیار مہیا کرے یا اسے زادراہ کا بندوبست کرے، اگر یہ بھی نہیں کرسکتا تو مجاہد کے بچوں کی خدمت کرے، اگر ان کاموں میں سے ایک کو بھی سرانجام نہ دیا تو پھر اللہ کے عذاب کیلیئے تیار ہو جائے۔

دلیل (۱۳): عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کے ایک لشکر پر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن

رواحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مجاہدین کو جہاد کے لیئے بھیج دیا لیکن وہ اس غرض کے لیئے پیچھے رہ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کے بعد ان کے ساتھ جا ملے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو اسے فرمایا: کس بات نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جانے سے روکا؟ انہوں نے کہا: میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ نمازِ جُمعہ پڑھ لوں اور پھر جا کر ان سے جا ملوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو انفقت مافی الارض جمیعاً ماادرك غدو تهم (البداية والنهاية ٤/٢٤٢)

اے ابن رواحہ (رضی اللہ عنہ) اگر تم زمین میں جتنی چیزیں ہیں ان سب کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرو تو پھر بھی ان کے صبح جانے کے ثواب کو نہ پا سکو گے۔

قابل غور بات: ابن رواحہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنے کی نیت سے رہ گیا تھا اور نماز پڑھ کر جانے کا ارادہ بھی رکھتا تھا مگر پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملامت کیا، آخر ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی جن کے دلوں میں جہاد کا جذبہ سرے سے موجود نہیں اور نہ ہی جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (والله المستعان)

عجیب واقعہ (۱۴): مرتد کسے کہتے ہیں؟ یحیی بن ابی عمرو رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یمن کے کچھ افراد ان کے قریب سے گذرے انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو اسلام لائے اور اپنا اسلام مزین کرے، ہجرت کرے اور اپنی ہجرت خوبصورت بنائے جہاد کرے اور اپنا جہاد خوبصورت بنائے پھر دوبارہ یمن واپس آجائے۔ اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے؟۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا:

ہم کہتے ہیں کہ وہ مرتد ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: بلکہ وہ جنت میں ہے، مرتد وہ ہے جو اسلام لائے اور اپنا اسلام خوبصورت بنائے (نیک اعمال کے ساتھ) ہجرت کرے اور اپنا ہجرت خوبصورت بنائے جہاد کرے اور اپنا جہاد خوبصورت بنائے۔ نبطی زمین کی طرف رخ کرے (یہ شام

میں زمین کا نام ہے) اسے آباد کرے اور اس کے آبادی میں مصروف رہے اور جہاد سے غافل ہو جائے تو یہ شخص مرتد ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ مرتد وہ شخص ہے جو جہاد میں حصہ لے چکا ہو مگر پھر اسے چھوڑ بیٹھے، زمینداری اور کھیتی باڑی کے کام وکاج میں مصروف ہو جائے۔لیکن یمنیوں کے نزد وہ مجاہد مرتد ہے جو جہاد کر چکا ہو مگر پھر اپنے والدین کی خدمت کی وجہ سے جہاد چھوڑ بیٹھے افسوس کا مقام ہے کہ پہلے تو ہم جہاد نہیں کرتے اونہ ہی کبھی کیا ہے، پھر اپنے کاروبار کی وجہ سے ہم سب جہاد کے فرض سے غافل ہیں، کیا ہم مرتد نہیں۔؟(والی اللہ المشتکی)

خلاصہ: یہ کہ اس کے بارے میں اور وعدہ، وعید بھی موجود ہیں لیکن یہاں یہی کافی ہیں اوپر مذکورۃ الصدر احادیث اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ آج کے زمانے میں جہاد چھوڑنا ارتداد، منافقت اور بے دینی ہے، کیوں کہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی عذر نہیں کہ یہ صرف اور صرف بزدلی اور دنیا پرست ہیں، اللہ اور قیامت کے دن کو فراموش کیا ہے۔ہم ایک دن ضرور اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے اور وہ اللہ ہم سے ضرور امریکہ، انگریز اور ان کے تحادیوں سے نہ لڑنے کے بارے میں پوچھیں گے، کیا ہمارے پاس کوئی ایسا عذر ہو گا جس اللہ تعالیٰ قبول کرے۔؟

جہاد اور مجاہدین کے فضائل

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں جہاد کے فضائل اتنے زیادہ ہیں کہ اس سے کئی جلدوں میں ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔لیکن ہم یہاں طوالت کی وجہ سے سب بیان نہیں کر سکتے بلکہ صرف چند اہم فضائل کا تذکرہ کرتے ہیں۔

① اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ

اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَۃً وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی وَ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا(النساء : ۹۵)

برابرنہیں وہ مسلمان جو بلاکسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جواللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جواپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے۔

۲ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا(النساء : ۷۴)

اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر وہ خواہ جان سے مارا جائے یا غالب آ جائے تو ہم اس کو اجر عظیم دیں گے۔

۳ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَ جَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ، یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّھُمْ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ، خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ(التوبۃ: ۲۲، ۲۱، ۲۰)

جولوگ ایمان لائے اور (اللہ کے واسطے) انہوں نے ترک وطن کیا، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا، وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی، اور (جنت کے) ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے ان (باغوں) میں دائمی نعمت ہوگی۔ اور ان میں

یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔

④ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰاۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ(التوبۃ : ۱۱۱)

بلا شبہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لئے جنت (تیار کی) ہے یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں (جس میں) قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، یہ تورات، انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

⑤ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ، تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ یُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (الصف : ۱۰)

اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچائے (وہ یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو، (جب ایسا کروگے) تو، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کریگا اور تم کو (جنت) کے ایسے باغوں میں داخل

کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور عمدہ مکانو میں (داخل کریگا) جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں (بنے) ہوں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔

جہاد کی فضیلت نبوی احادیث کی روشنی میں

(۱) حدیث: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ تمام اعمال میں کونسا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصلوةُ علی وقتها قلت ثُم ای قال: برالوالدین قلت ثم ای قال الجهادفی سبیل الله(صحیح البخاری: ٥٢٧ , مسلم ٨٥ , والترمذئ واحمد: ٦٥٩/١)

بہترین عمل اپنے وقت پر نماز پڑھنا، پھر میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا عمل بہتر ہے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا پھر میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا عمل بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔

(۲) حدیث: ابوقتادہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

عن ابی قتادة رضی اللہ عنہ قال: خطب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الجهاد فلم یفضل علیه شیئا الا المکتوبة(ابوداود الطیالسی ومشارع الاشواق: ١/ ١٣٥)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے (خطبے میں) جہاد کا ذکر کیا اور اس پر فرض نماز کے علاوہ کسی اور چیز کو فضیلت نہ دی۔

(۳) حدیث: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیده ماشحب وجه ولا اغبرت قدم فی عمل یبتغی به درجات الجنة بعدالصلوة المفروضة کجهادٍ فی سبیل الله ولاثقل میزان عبدٍ کدابةٍ تنفق فی سبیل

الله او يحمل عليها فى سبيل الله ﷺ(كتاب الجهاد لابن المبارك: ۱/ ۷۷، احمد: ۵/۲٤۵)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، فرض نماز کے بعد جنت کے بلند مرتبے حاصل کرنے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کوئی اور ایسا عمل نہیں جس میں بندے کا چہرہ روشن ہو جائے۔ یا اس کے پاؤں گرد آلود ہو جائیں۔ یا جہاد میں کسی کا گھوڑا ہلاک ہو جائے یا اس پر کسی کو سوار کیا جائے تو اعمال کے میزان میں اس سے زیادہ کسی اور کا میزان بھاری نہ ہوگا۔

(۴) حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز کے بعد سب سے بہتر عمل جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیتے تھے۔

(السنن الكبرى: ۹/۴۷)

اوپر مذکورہ تین احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز اور جہاد الگ اعمال ہیں اور ایک دوسرے کے نائب اور جانشین نہیں بن سکتے۔ نماز کی طرح جہاد بھی فرض ہے لیکن بہت افسوس کہ لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر جہاد سے دور بھاگتے ہیں۔

(۵) حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ:

اى الاعمال افضل ؟ قال ايمانٌ بالله و رسوله ﷺ قيل، ثُم ماذا؟ قال: الجهاد فى سبيل الله، قيل ثم ماذا؟ قال حج مبرورٌ (صحيح البخارى : ۲۶ ،مسلم:۸۳)

سب سے بہترین عمل کونسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان، پھر پوچھا گیا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فی سبیل اللہ جہاد، پھر کہا گیا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حج مبرور جہاد مسجد حرام کی تعمیر اور حاجیوں کو پانی پلانے سے بہتر ہے۔

(۶) حدیث: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں محمد ﷺ کے منبر کے قریب بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا: مجھے یہی کافی ہے کہ اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہ

کروں، دوسرے شخص نے کہا مجھے یہی کافی ہے کہ اسلام لانے کے بعد مسجد حرام کی تعمیر کے علاوہ کوئی اور کام سرانجام نہ دوں۔ تیسرے شخص نے کہا ان دونوں کاموں سے جہاد فی سبیل اللہ زیادہ افضل اور بہترین عمل ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو ڈانٹا اور کہا جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے قریب شور مت کیا کرو۔

نماز جُمعہ کے بعد میں خود جا کر اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوی طلب کروں گا۔ اس مسئلے کے فیصلے کے لیئے اللہ تعالی کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت شریف اتری۔

اجعلتم سقایه الحاج وعمارة المسجد الحرام...... الخ(مسلم: ۱۸۷۹)

کیا تم حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر کرنے کو اس شخص کے عمل کے ساتھ برابر تصور کرتے ہو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے، فی سبیل اللہ جہاد کرتا ہے، اللہ کے نزدیک، دونوں برابر نہیں، اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اللہ کے نزدیک جہاد سب سے بہترین عمل ہے

(۷) حدیث: عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال قعد نانفر من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا: لو نعلم ایٔ الاعمال احب الی الله عملناه فانزل الله عزوجل:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ، یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْن، اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا کَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف: ۱، ۴)

فقراها علینا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم (الترمذیٔ ابوابُ التفسیر: ۵ /۸۵ وسده حسن والسنن الکبری: ۹/۱۵۹، الحاکم: ۲/۶۹، وصححه ووافقه الذهبی وابن المبارك فی الجهاد: ۱/۵۹)

ہم چند افراد ایک مجلس میں بیٹھے کہہ رہے تھے: کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے

زیادہ پسند کونسا عمل ہے جو ہم اسکو اپناتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی:

سب چیزیں اللہ ہی کی پا کی بیان کرتی ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔ اللہ تعالی تو ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی دیوار، رسول اللہ ﷺ نے پوری سورت تلاوت کی اور ہمیں سنائی۔

بیہقی نے ایک روایت میں بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کچھ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایک قاصد بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ معلوم کریں کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہترین عمل کونسا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی ہیبت کی وجہ سے نہ جا سکے، البتہ اللہ کے رسول نے ہم میں سے ایک ایک کو اپنے پاس بلایا اور سب کو جمع کیا، پھر ہمارے بارے میں سورہ الصّف نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے پوری سورت کو تلاوت فرمائی۔

مجاہد تمام لوگوں سے افضل اور بہتر شخص ہے۔

(۸) حدیث: ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں ایک شخص آیا اور پوچھا کہ لوگوں میں کونسا آدمی بہتر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مؤمن یجاھدُ بنفسه و ماله فی سبیل الله، قال ثم من قال رجل معتزل فی شعب یعبدربه و یدع الناس من شره (صحیح البخاری: ٦٧٨٦, ٤٤٩٤ , مسلم: ١٨٨٨)

وہ مومن بہتر ہے جو اپنے نفس اور مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو اکیلا پہاڑ کے کسی درے میں اپنے رب کی عبادت کر رہا ہے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو۔

جہاد کرنا تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے

(۹) حدیث: انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لغدوة فی سبیل الله او روحة خیر من الدنیا و مافیها (البخاری: ۱۱/۶, مسلم: ۱۸۸)

صبح یا شام کے وقت اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے نکلنا پوری دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

سبحان اللہ آج اتنے بڑے اجر سے مسلمان محروم ہیں۔

(۱۰) حدیث: فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کل میت یختم علی عمله الا المرابط فی سبیل الله فانه ینمی له عمله الا یوم القیمة و یؤمن من فتنة القبر (ابوداود: ۶۵۰۰, الترمذی ۱۶۲۱ وسند حسن)

ہر میت کے عمل کا خاتمہ ہو جاتا ہے، مگر اس شخص کا عمل ختم نہیں ہوتا جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا ہو۔ یقیناً اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھے گا اور عذاب قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

(۱۱) حدیث: عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رباط یومٍ فی سبیل الله خیرٌ من یوم فیما سواه من المنازل (الترمذی: ۱۶۶۷ النسائی: ۴۰/۶)

اللہ کی راہ میں ایک دن پہرہ دنیا کے گھروں میں ایک ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔

وضاحت: اس سے معلوم ہو گیا کہ فی سبیل اللہ مرابط (پہرہ دینے والے) کی نماز مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا بہتر ہے۔ (سبحان اللہ)

جہاد میں تھوڑا سا وقت لگانا اور زیادہ ثواب

(۱۲) حدیث: معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قاتل فی سبیل الله من رجل مسلم فواقه ناقة وجبت له الجنة ومن جرح جرحاً فی سبیل الله او نکب نکبةً فانها تجیئ یوم القیامة کاغزد ما کانت لونها

الزعفران و ريحها المسك(ابوداود ۲۵٤۱،الترمذی:۱٦٥۷،النسائی:۲٥/٦۰وسنده صحیح)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس مسلمان نے اونٹنی کے دو ہنے کے درمیان وقفے کے برابر جہاد کیا اس کے لیے جنت واجب ہے اور جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی زخم لگ جائے پس وہ زخم قیامت کے دن اس سے زیادہ اچھی صورت میں سامنے آئے گا زخم کا رنگ زعفرانی ہوگا اور خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

جنت میں مجاہدین کیلئے سو درجے

(۱۳) حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ نے فرمایا:

ان فی الجنة ماء ة درجة اعد ها الله للمجاهدین فی سبیل الله مابین الدرجتین کمابین السماء والارض (صحیح البخاری: ۱۰۰/٦۹)

یقیناً جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کیلئے تیار کر رکھے ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان فاصلے کا اندازہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلے کے برابر ہے۔ جہنم کی آگ اور مجاہد کے بدن کا گرد وغبار دونوں یکجا نہیں ہو سکتے۔

(۱۴) حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لایلج النار رجلٌ بکی من خشیة الله حتی یعود اللبن فی الضرع ولا یجتمع علی عبد غبارٌ فی سبیل الله و دخان جهنم (الترمذی: ٦۳۳) والنسائی: ۱۲/٦)

جہنم میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے اس کے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں جب تک کہ دودھ اونٹنی کے تھن میں دوبارہ داخل نہ ہو جائے۔ اور ایک آدمی کے بدن کا وہ گرد جو اللہ کی راہ میں اس کے بدن پر لگا ہوا اور جہنم کی آگ کا دھواں اس کے بدن پر جمع نہ ہوں گے۔

(۱۵) حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

عينان لا تمسهما النار, عين بكت من خشية الله وعين باتت تحرس فی سبيل الله

(الترمذی:١٦٣٩ , وسنده صحيحٌ)

دوآنکھیں ایسی ہیں جوآگ سے محفوظ ہیں،ایک وہ آنکھ جواللہ کے خوف کی وجہ سے اس سے آنسو بہہ نکلیں اورایک وہ آنکھ جواللہ کی راہ میں ساری رات پہرہ دینے میں بیداررہے۔

تھوڑاسا جہاد مسجدالحرام میں شب قدرکی رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔

(١٦)حدیث: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

موقف ساعة فی سبيل الله خيرمن ليلة القدر عند الحجر الاسود (صحيح ابن حبان رقم:٤٥٨٤)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں ایک گھڑی کھڑاہونا مسجدالحرام میں لیلۃ القدرکی رات حجراسود کے قریب عبادت کرنے سے بہترہے۔

جوشخص مجاہدین کو مال اورہتھیارفراہم کرتا ہے وہ بھی مجاہد ہے۔

(١٧)حدیث: زیدبن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من جهز غازيا فی سبيل الله فقد غزا و من خلف غازيا فی اهله بخير فقد غزا

(صحيح البخاری:٣٧/٦ , مسلم : ١٨٩٥ , النسائی : ٤٦/٦ . الترمذی: ١٦٢٨)

جس شخص نے اللہ کی راہ میں غازی کوسامان دیا بیشک اس نے غزوہ کیا۔اورجس شخص نے غازی کے بال بچوں کاخیال رکھا بیشک اس نے بھی غزوہ کیا۔

قرض سے اپنے آپکومحفوظ رکھنا

(١٨)حدیث: عبداللہ بن عمروبن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ے فرمایا:

يغفر الله للشهيد كل الذنب الا الدين (مسلم :١٨٨٦. ١١١٩)

اوردوسری روایت میں ہے کہ:''القتل فی سبيل الله يكفر كل الشيئ الا الدين''

اللہ جل جلالہ فی سبیل اللہ شہید کے سارے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں مگر کسی کے قرض کو معاف نہیں کرتا۔

تیسری روایت میں ہے کہ: اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا تمام گناہوں کو دھو ڈالتا ہے مگر قرض معاف نہیں کیا جاتا۔

شہید کو قتل ہوتے وقت صرف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر درد محسوس ہوتا ہے۔

(۱۹) حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مایجد الشهيد من مس القتل الا لما يجد احدكم من مس القرصة

(الترمذی: ۱٦٦٨, النسایی٦/٣٦, ابن حبان ١٦١٣)

شہید کو قتل ہوتے وقت صرف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر درد محسوس ہوتا ہے۔

جہاد میں مال خرچ کرنا اور کروڑوں کے برابر ثواب حاصل کرنا

(۲۰) حدیث: خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من انفق نفقه فی سبیل الله كتب له سبعمائة ضعف

(الترمذی: ١٦٢٥, احمد:٦/٣٤٥ وصححه الحاكم ووافقه الذهبی)

جس نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اس کیلئے سات سو گنا زیادہ لکھا جائے گا۔

وضاحت: اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مجاہدین کے ساتھ مالی جہاد کرتے ہیں یا ان کیلئے ہتھیار فراہم کرتے ہیں تو ان کیلئے بے حساب ثواب ہے کیونکہ عربی اصطلاح میں معلوم عدد تکثیر کیلئے ہوتی ہے۔

شہادت کی فضیلت اور شہید کی شفاعت

(۱۲) حدیث: مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

للشهيد عندالله ست خصال،يغفر اول دفعة من دمه ويرى مقعده من الجنة ويجار من عذاب القبر ويامن من فزع الاكبر،ويحلى حلة الايمان ويزوج من الحور العين ويشفع فى سبعين انسانا من اقاربه (صحیح البخاری، ابن ماجه : ۲۲۵۷)

شہید کے لیئے اللہ کے ہاں چھ صفات ہیں،خون کا پہلا قطرہ بہہ جانے سے پہلے اسے بخش دیا جاتا ہے، جنت میں اسے اپنا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا، قیامت کے بڑے خوف سے مامون ہوگا، اسے ایمان کا لباس پہنایا جاے گا جنت کی حور عین کے ساتھ اس کا نکاح کردیا جاے گا،اوراپنے ستر (۷۰) رشتے داروں کی شفاعت کرے گا۔

عجیب حدیث

(۲۲) حدیث: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شہید تین طرح کے ہیں ایک تو وہ جو اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلتا ہے اسکا ارادہ نہ کفار کے قتل کا ہے اور نہ اپنے آپ کے قتل ہونے کا۔اس کا ارادہ صرف مجاہدین کی لشکر میں کثرت لانے کا ہے، اگر یہ شخص اپنی موت مرجائے یا قتل کیا جائے تو اس کے سارے گناہ بخش دے جائیں گے،عذاب قبر سے محفوظ رہے گا قیامت کے بڑے خوف سے مامون رہے گا، جنت کے حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کیا جاے گا،عزت کا لباس پہنایا جاے گا۔اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاے گا۔دوسرا شہید وہ ہے جو اپنے مال وجان کے ساتھ اللہ کی راہ میں ثواب کی خاطر جہاد کیلیئے نکلتا ہے اس کا ارادہ کفار سے قتال کرنا ہے مگر اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچانا ہے، اگر یہ شخص قتل کیا جائے یا اپنے بستر پر فوت ہوجائے تو اس کی رفاقت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ ہوگی اور اللہ کے سامنے ہوگا۔﴿ فی مقعد صدق عند مليكٍ مقتدر﴾ تیسرا وہ شہید ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے جان اور مال کے ساتھ نکلے ,اس کا ارادہ

کفار کو قتل کرنا اور اپنے آپ کو شہید کروانا ہے۔ اگر یہ شخص فوت ہوا یا کفار کے ہاتھوں شہید کیا گیا۔ تو قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں حاضر ہوگا جو اپنا ہتھیار اپنے کندھوں پر رکھا ہوگا۔ لوگ گھٹنوں کے بل زمین پر پڑے ہوں گے، یہ لوگوں کو کہے گا مجھے راستہ دو میں نے اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری روح ہے اگر یہ بات ابراہیم خلیل اللہ یا کسی اور نبی کو کہی جائے وہ بھی اس کیلئے راستہ چھوڑ دیں گے، اس لئے کہ ایسا کرنا ان کے حق میں واجب ہے۔ یہاں تک کہ وہ عرش کے نیچے نور کے ممبروں پر بیٹھیں گے اور دیکھیں گے کہ اللہ کیسا فیصلہ فرمائے گا، موت اور برزخ، قیامت کے فزع عظیم، حساب و کتاب، میزان، اور پل صراط کی پریشانی سے مامون ہوگا۔ جس چیز کا سوال کرے گا اسے دیا جائے گا جس شخص کے بارے میں شفاعت کرے گا اس کی شفاعت قبول کی جائے گی، اور جنت میں ہر وہ نعمت اسے دی جائے گی جو کوئی وہ چاہے، اور جنت میں وہی جگہ اسے دی جائے گی جس کو وہ چاہے۔

ستر حوروں کے ساتھ نکاح

(۲۳) حدیث: بوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی کو جس کا نام علقمہ تھا اور بہت خوبصورت تھا فرمایا: اے علقمہ: اگر تیری اس خوبصورتی کے ساتھ اسلام بھی ہو تو تمہاری جوانی اور خوبصورتی کامل ہے, کیا تم اتنی خوبصورتی کے ساتھ آگ سے نہیں ڈرتے۔؟ ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علقمہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اسلام قبول کروں تو میرے لیے کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نکاح ستر حوروں سے کروں گا۔ علقمہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ((اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہٗ و رسولہ)) پھر رسول اللہ ﷺ غزوے میں تشریف لے گئے علقمہ (رضی اللہ عنہ) بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا گیا، جنگ

چھڑنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سامنے علقمہ (رضی اللہ عنہ) کفار کے ساتھ بہادری سے لڑے اور شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہم کو فرمایا: میرے لیئے ایک خیمہ بناؤ اور وہاں کسی اور کومت آنے دو، رسول اللہ ﷺ خیمے کے اندر تشریف لے گئے انہوں نے قبا پہن رکھا تھی۔ ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی آواز سنی، عمر رضی اللہ عنہ ہاتھ میں تلوار پکڑ کر اٹھے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہا: اے عمر مت جاؤ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے، اسی دوران رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا آپ نے کوئی آواز سن لی؟ عمر ﷺ نے کہا جی ہاں ہم نے گھوڑوں کی آواز کی طرح آواز سن لی۔ جب میں نے تلوار اٹھا کر اندر آنے کی کوشش کی تو ابوبکر صدیق نے مجھے روکا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آواز آپ نے سن لی وہ جنت کی حوروں کی آوازیں تھی جو میرے ساتھ زور آزمائی کر رہی تھیں، ان کی تعداد بھی زیادہ تھی یہاں تک کہ میں نے علقمہ (رضی اللہ عنہ) کیلیئے ستر حوریں پوری کی، دیکھو انہوں نے میری قبا کا گریبان پیچھے کی طرف پھاڑ ڈالا ہے۔

(شفاء الصدور بحوالہ مشارع الاشواق : ٢/ ٧٦٨)

ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ خرچ کرنے والا بھی مجاہد کے پاؤں کے گرد کے برابر ثواب نہیں پا سکتا۔

(٢٤) حسن بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص جو کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بہت زیادہ مالدار تھا رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا، اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایک ایسا عمل بتاو جو مجاہدین کے عمل کے ساتھ برابر ہو، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تمہارے پاس کتنا مال ہے؟ انہوں نے کہا چھ ہزار دینار (تقریبا ایک کروڑ بیس لاکھ کے برابر) رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: اگر تم اپنا یہ سب مال اللہ کی اطاعت میں نفقہ کر دو تو پھر بھی مجاہد کے اس گرد کو نہیں پہنچ سکتے جو اللہ کی راہ میں اس کے جوتوں کو لگا ہے۔ ایک اور شخص نے

رسول اللہ ﷺ کو کہا: یارسول اللہ ﷺ مجھے ایک ایسا عمل بتادیجئے جس کے کرنے سے مجاہدین کے عمل پاسکوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: اگر تم پوری رات اور پورا دن نماز میں کھڑا رہو پھر بھی مجاہد کی نیند کو نہیں پاسکو گے۔(سنن سعید بن منصور ۲/ ۳/ ۱۲۶ مشارع الاشواق:۱/ ۱۵۷)

مجاہدین کی بے انتہا اجر

(۲۵) حدیث: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! میرا شوہر جہاد کرنے کیلئے گیا ہے اور میں اس کی نماز سے لے کر دوسرے تمام کاموں کی طرح نیکی کے کام کرتی ہوں آپ مجھے ایک ایسا عمل بتادیجئے جس کے کرنے سے جہاد کا ثواب پاسکوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تم اس بات کی طاقت رکھتی ہو کہ نماز میں کھڑی رہو کبھی بیٹھو نہ اور روزہ رکھ کر افطار نہ کرو، اللہ کا ذکر جاری رکھ کر تھک نہ جاؤ، اگر تم یہ اعمال اس کے آنے تک جاری رکھ سکو تو تمہیں جہاد کے برابر اجر ملے گا.اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں تو اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جو میری روح کا مالک ہے اگر تم اس کام کی طاقت بھی رکھو پھر بھی اپنے شوہر کے دسویں حصے کا اجر بھی نہ پاسکو گی۔(مسند احمد: ۳/ ۴۳۹ ,واخرجه الحاكم فی المستدرك عن سهل ابن معاذ وصححه ووافقه الذهبی انظر المستدرك:۲/ ۷۳)

جہاد مسلمان کو سارے غموں سے نجات دلائے گا

(۲۶) حدیث: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

جاهدوا فی سبيل الله فان الجهاد فی سبيل الله باب من ابواب الجنة، ينجی الله تعالى به من الهم والغم (المستدرك:۲/ ۷۵ ,مصنف عبدالرزاق ۵/ ۱۷۳ ,مسند احمد: ۵/ ۳۱۴ واسناده صحيح صححه الحاكم ووافقه الذهبی)

اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو کیوں کہ اللہ کی راہ میں جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک

دروازہ ہے۔ اللہ اس کے ذریعے مسلمان کو غم سے نجات دلاتا ہے۔

آج کے زمانے میں جہاد کا ثواب بھی اصحاب کرام کے جہاد کے برابر ہے

(۲۷) حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سیغزو ناسٌ من هذه الامة متطوعين بغيررزق ولاعطاء اجورهم كاجوراصحاب رسول الله ﷺ (شفاء الصدور, مشارع الاشواق: ۱/۱۹٤)

عنقریب اس امت کے کچھ لوگ خوشی سے جہاد کریں گے رزق کمانے اور مزدوری کئے بغیر، ان لوگوں کا ثواب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ثواب کی طرح ہوگا۔

فاجر مجاہد کیلئے بھی جنت واجب ہے

(۲۸) حدیث: ابوالمنذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا اور کہا کہ فلاں ہلاک ہوگیا اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ تو فاجر تھا اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں، ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اس رات جو میں نے صبح تک پہرہ دیا آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اس کی قبر تک تشریف لے گئے اور اس کے دفن تک بیٹھے رہے، تین بار اس کی قبر پر مٹی ڈالی فرمایا: لوگ تمہاری مذمت کرتے ہیں لیکن میں تمہاری نیکی بیان کرتا ہوں، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! ہمیں چھوڑ دو جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اس کیلئے جنت واجب ہوجائے گی۔ (الطبرانی فيه يزيد بن ثعلب وبقية رجاله ثقات،مجمع الزوائد :٥/٢٧٦)

جہاد کے ذریعہ انسان اللہ کے قریب ہوجاتا ہے

(۲۹) حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھا شخص رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا، لاٹھی کا سہارا لیا ہوا تھا۔ کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور ہڈیاں کمزور ہوچکی

ہیں، قوت بھی باقی نہیں رہی ہے، مجھے ایک ایسا عمل بتا دیجئے جس کے ذریعے اللہ کے قریب ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا:

عليك بالجهاد فى سبيل الله

تم پر اللہ کی راہ میں جہاد واجب ہے۔(ابن عساکر و مشارع الاشواق: ۱/ ۲۰۱)

جہاد کی وجہ سے قران پڑھنے سے رک جانا

(۳۰) حدیث: خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر مجھے کوئی شادی کی رات جسے میں بہت پسند کرتا ہوں یا بیٹے کی ولادت کی بشارت سنائے تو یہ دونوں کام میرے لیئے اتنے محبوب نہیں جتنا کہ میں ایک گروپ مجاہدین کے ساتھ رہ کر ٹھنڈی رات میں دشمن کے سامنے جاؤں اور ان سے لڑوں، تم پر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا لازم ہے، یقیناً جہاد نے مجھے قران کی تلاوت سے روک دیا ہے۔

(مسندابی یعلی الاصابہ: ۱/ ٤١٤, مجمع الزائد:٩/ ٣٥٠ كتاب الجهاد لابن المبارك : ١١٨)

جہاد کی فضیلت بیان کرنا عین جہاد ہے

(۳۱) حدیث: علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو جہاد کے لیئے تیار کیا تو اسے بھی جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ثواب ملے گا اور اس دعوت کیلیئے اٹھائے گئے ہر قدم کے عوض ایک سال کی عبادت کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ (شفاء الصدور، مشارع الاشواق: ۱/ ۲۱۱)

جہاد میں صبح اور شام کے برابر وقت لگانا ستر سال کی عبادت سے افضل ہے

(۳۲) حدیث: عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لغدوة اوروحة فى سبيل الله خيرٌ من تعبد عبدٌ فى بيته سبعين عاما

اللہ کی راہ میں صبح یا شام لگانا اس آدمی کی ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے جو اپنے گھر میں عبادت میں کرتا ہے۔(كتاب الترغيب لابن شاهين مشارع الاشواق: ۱/ ۲۲۹)

ایک غزوہ میں شرکت کرنا پچاس حج کرنے سے افضل ہے

(۳۳) حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لسفرة فی سبیل الله خیرٌ من خمسین حجةٌ (المصنف عبدالرزاق:٥ / ٢٦٠ ابن ابی شیبه رقم: ٢٠٩ , وسنن سعیدبن منصور و کتاب الجهاد لابن المبارك راجع مشارق الاشواق)

جہاد کے لیئے ایک بار سفر کرنا پچاس حج کرنے سے بہتر ہے۔

جہاد میں ایک گھنٹہ وقت گزارنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

(۳۴) حدیث: عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لمقام احدکم فی الصف ساعةٌافضل من عبادة احدهم ستین سنة (الطبرانی فی الکبیر: ٣٧٧/١٨ , وکشف الاستار رقم: ١٦٦٦ , ومختصر الزوائد النبرار ١/ ٧١٤ قال الهیثمی فیه عبدالله بن صالح کتاب اللیث وثقه احمد وغیره وبقیة رجالُ النبرار ثقاتٌ , مجمع الزوائد : ٣٣٦/٥)

تم میں سے کسی کا ایک گھنٹہ کیلئے جہاد کی صف میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

جہاد میں ایک دن روزہ رکھنا جہنم سے آسمان وزمین کے فاصلے پر دوری کا باعث بنتا ہے

(۳۵) حدیث: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صام یوماً فی سبیل الله بینه وبین النار خندقاً کمابین السماء والارض(الطبرانی فی الاوسط, والصغیر, قال المنذری باسناد حسنٍ, الترغیب والترهیب ٢٢٧/٢ , رقم:١٨٩٧)

جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق (یعنی) آسمان اور زمین کے درمیان فاصلے کے برابر دوری کرے گا۔

جس مجاہد نے دشمن پر ایک تیر پھینکا تو اس کا ایک درجہ بڑھ جاتا ہے

(۳۶)حدیث: کعب بن مرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

من بلغ العدو بسهم رفع الله له درجةً،مابين الدرجتين مائة عام

جس شخص نے دشمن پر تیر پھینکا اللہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔عبدالرحمٰن بن نحاس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ درجہ کتنا ہے۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے۔(سنن النسائی :٢٧/٦ , ابن حبان:٤٥٩٧)

جہاد میں لگے زخم سے مشک وعنبر کی خوشبو

(۳۷)حدیث: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مـامـن مـكلومٍ يكلم فی سبيل الله الا جاء يوم القيامة و كلمه يدمی ,اللون لون دمٍ والريح ريح مسكٍ(صحيح البخاری:١٨٠٣ مسلم:١٨٧٦ ,الترمذی:١٦٥٦ ,السنايی: ٢٨/٦)

جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے وقت زخمی ہو جائے وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے تازہ خون جاری ہوگا ،رنگ خون کا ہوگا مگر خوشبو مشک کی ہوگی۔

شہید کو اس کا خون خشک ہو جانے سے پہلے دو حوریں پہنچ جاتی ہیں

(۳۸)حدیث: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شہید کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: شہید کے خون خشک ہو جانے سے پہلے جنت سے اس کی دو حور بیویاں آکر اس پر اس طرح گر پڑتی ہیں جیسا کہ اونٹنی اپنے بچے کو دودھ پلاتے وقت اپنے آپ کو پہلاتی ہے۔ان کی ہر ایک کے ہاتھ میں جنت کا ایک ایک جوڑہ کپڑے ہوں گے، جو دنیا اور مافیہا سے بہتر ہیں۔

(الترغيب للمنذری٢٩٦/٢ ,مصنف عبدالرزاق ٢٩/٥ ,وسنده حسن كمافی مشارع الاشواق ٧٤٦/٢)

قیامت کے دن کون عزت کا مالک ہوگا؟

(۳۹) حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قیامت کے دن بادل کے سائے میں اللہ تعالیٰ ملائکوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے. پھر ایک منادی آواز کریں گے کہ یہاں کھڑے لوگ بہت جلد سمجھ لو گے کہ آج عزت کس کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایں گے کہ میرے پاس ان دوستوں کو لے آؤ جنہوں نے میری رضا کی خاطر اپنا خون بہایا ہے۔ سب شہید چل پڑیں گے اور اللہ کے قریب ہو جائیں گے۔

(الجهاد لابن المبارك ص:٤٩)

شہیدوں کی تین اقسام

(۴۰) حدیث: عتبۃ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شہید تین قسم کے ہیں: ایک وہ مومن ہے جو اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یہاں تک کے دشمن کے ساتھ جنگ کی حالت میں قتل ہو جاتا ہے تو یہ شہید ہے عرش کے نیچے جنت میں ہوگا اور انبیاء علیہم السلام صرف نبوت کی وجہ سے اس سے اونچے ہوں گے۔ دوسرا وہ جو گنہگار ہو مگر اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے یہاں تک کہ دشمن کے ساتھ لڑائی میں شہید ہو جائے، یہ شہادت اس کی تمام گناہوں کو مٹا دیں گی یقیناً تلوار گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، وہ جنت کے جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہو سکتا ہے، کیوں کہ کی جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو بعض بعضوں سے بہتر ہیں۔ تیسرا منافق ہے جو اپنے مال اور جان سے جہاد کرتا ہے، جب وہ مارا جائے تو وہ جہنم میں ہوگا کیونکہ تلوار اس کی منافقت کو مٹا نہیں سکتی۔

(احمدفی المسند باسنادٍ جیدوابن حبان والطبرانی والبیهقی كمافی مشارع الاشواق :٧٦٤/٢)

خلاصہ: جہاد کے فضائل لاتعداد اور بے شمار ہیں جن کی پوری تفصیل اس چھوٹے سے رسالے میں ممکن نہیں لہٰذا ہم نے ان چند احادیث پر اکتفا کیا۔ چونکہ آج کل مسلمان "الولاء والبراء" یعنی کفر کے ساتھ دوستی اور دشمنی کو نہیں جانتے اور اکثر مسلمان کفار کے دوست بن گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ

یہاں ''الولاء والبراء'' کی اقسام پر روشنی ڈالیں تاکہ امت مسلمہ مطلع ہوجائے۔اور ایمان کے دائرے سے خارج نہ ہوجائے۔اب ہم پہلے ان صورتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے ارتکاب سے آدمی اسلام سے نکل کر کفر میں داخل ہوجاتا ہے۔

(فصل) الولاء والبراء

الولاء والبراء کی ساری صورتوں کے بیان کرنے کیلئے ایک بڑی کتاب کی ضرورت ہے لیکن ہم یہاں مختصر طور پر ان کا ذکر یں گے۔

پہلی صورت: کفار کے ساتھ دوستی کرنا: کفر پر رضا یا کافر کو کافر نہ کہنا یا ان کے کفر میں شک کرنا یا کفر کے نظام کو صحیح کہنا، بھی کفر ہے۔(نواقض الایمان:۱۲۹)

وضاحت: اس دوستی کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب کفار کی خوشی پر وہ بھی خوش ہوجائے ، یا ان کے جیتنے پر خوشی کا اظہار کرے، یا کفار کے طرز عمل کو اپنائے اور بے دینی پر خوش ہوجائے ،تو ایسی حالت میں وہ مسلمان نہیں رہ سکتا، کیونکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ کفر کے خلاف کامل بغض ہونا چاہیے اور جس کے دل میں کفر کے خلاف بغض نہیں وہ بلا اجماع دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دل میں محبت اور بغض دونوں کو مکمل ہونا چاہیے ان میں نقصان صرف ایمان میں نقصان کی وجہ سے آتا ہے، پس محبت اور رضا دونوں لازمی ہیں اگر یہ دونوں کفار کیلئے ہوں تو یہ کفر ہے اور اگر مسلمان کیلئے ہوں تو یہ ایمان ہے۔

دوسری صورت : کفار کے ساتھ دوستی: کفار کے ساتھ دوستی اور انہیں اپنا مددگار بنانا، یا ان کے دین میں شامل ہونا کفر ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے:

لَایَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَ اِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ

(ال عمران: ۲۸)

مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کو ظاہراً یا باطناً دوست نہ بنادیں۔ مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کر کے ایسی صورت میں کہ تم سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

من اتخذ الكفار اعوانا وانصارا وظهورا يواليهم على دينهم ويظاهر هم على المسلمين فليس من الله في شئ اى قد بريئ من الله وبريئ الله منه بارتداده عن دينه ودخوله في الكفر(الا ان تتقوا منهم تقةً)اى الا ان تكونوا في سلطانهم فتخافو هم على انفسكم فتظهروا لهم الولاية بالسنتكم وتغمروا العداوة ولا تشايعو هم على ماهم عليه من الكفر ولا تعينو هم على مسلم بفعل (تفسير الطبرى : ۳/ ۸۲۲)

جس نے کفار سے دوستی کی اور انہیں اپنا دوست اور مددگار بنائے، مسلمانوں کے خلاف ان کا ساتھ دیا تو یہ شخص کسی بھی دین پر نہیں (یعنی) کافر ہے۔ یہ اللہ سے بیزار ہے اور اللہ اس سے بیزار ہے، اس وجہ سے کہ وہ مرتد ہو کر اور کفر میں داخل ہو گیا ہے۔ مگر یہ کہ تم ان سے ڈرتے ہو اور یا ان کے زیر تسلط ہو تو ان کے ساتھ دوستی کا اظہار صرف زبان سے کرو نہ کہ دل کی گہرائیوں سے بلکہ دل میں ان کے خلاف دشمنی اور نفرت رکھو اور ان کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف تعاون مت کرو۔

توضیح: امام ابن جریر رحمہ اللہ کے قول کے مطابق جو لوگ کفار کے ساتھ دوستی کرتے ہیں اور انہیں اپنا دوست سمجھتے ہے وہ مرتد اور حلال الدم ہیں۔

اس قول کی روشنی میں وہ افغان جو روس یا امریکہ کو اپنا دوست سمجھتا ہے اور اس کے ہاتھ میں دوستی کا ہاتھ دیتا ہے وہ کافر ہے خواہ وہ خلق و پرچم پارٹی کے لوگ ہوں یا کرزئی کی موجودہ حکومت میں شامل لوگ

یا وہ سابقہ مجاہد تنظیمیں جو کرزی حکومت میں کام کر رہی ہیں سب کے سب مرتد ہیں۔اس طرح پاکستان میں وہ تنظیمیں بھی مرتد ہیں جو کفار کی آلہ کار ہیں اور انہیں بہتر سمجھتی ہیں۔اگر کوئی اسلامی تنظیم بھی طاغوتی نظام کی تعریف اور توصیف کرتی ہو وہ بھی مرتدین میں شامل ہے۔اس طرح وہ صدر اور وزیر اعظم بھی مرتد ہے جو کفار کی حمایت کرتا ہے۔مسلمانوں کو دہشت گرد کہتا ہے۔یا مسلمان کو پکڑ کر کفار کے حوالہ کرتا ہے اگرچہ وہ اس کام کو اپنے ملک کیلئے حفاظت کا نام دیتا ہے یا کہتا ہے کہ ہم مجبور ہیں کیا کریں۔اسی طرح صدر،حکومت کے اعلیٰ عہدے دار سے لیکر فوجی اور پولیس تک جو بھی کفر کے نظام کی حمایت کرتے ہیں وہ سب کے سب مرتد ہیں اور ان کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَ النَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ(المائدة: ۵۱)

اے ایمان والو! تم یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا۔بیشک وہ انہی میں سے ہوگا.بیشک اللہ تعالیٰ سمجھ نہیں دیتے ان لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

من تولى اليهود والنصارى من دون المؤمنين فانه منهم اى من اهل دينهم وملتهم فانه لايتولى متول احداً الا وهو به وبدينه وماهو عليه راضٍ واذا رضيه ورضى دينه فقد عادى ما خالفه وسخطه وصار حكمه حكمه (ابن جرير:٦/ ٢٧٧)

جس نے مسلمانوں کے علاوہ یہود اور نصاریٰ کے ساتھ دوستی نبھائی تو وہ ان کی طرح کافر ہے یعنی ان کے دین اور ملت میں ہے کیوں کہ کوئی بھی دوستی نہیں کرتا ہے کسی کے ساتھ مگر اس کے دین ملت اور عقیدے پر راضی ہوتا ہے،جب وہ اس کے عقیدے پر راضی ہوا تو یقیناً اس نے

اس دین کے ساتھ دشمنی کرلی جو یہود اور نصاریٰ کے خلاف ہے، پس دوستی کرنے والا اسی کے حکم میں شامل ہوا۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صح ان قوله الله جل جلاله((ومن يتولهم منكم فانه منهم))انما هو على ظاهره بانه كافر من جملة الكفار وهذا حق لا يختلف فيه اثنان من المسلمين(المحلى :١٣/ ٣٥)

یہ بات ثابت ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا قول((ومن يتولهم منكم فانه منهم)) اپنے ظاہر قول پر ہے کہ یہ دوستی کرنے والا کافر ہے اور کفار کی قطار میں شمار ہوگا۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ اس بات میں کسی بھی مسلمان کے درمیان اختلاف نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس امر کی خبر دیتا ہے کہ:((ومن يتولهم منكم فانه منهم)) کفار کے ساتھ دوستی کرنے والا انہی میں سے ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

((لايجتمع الايمان واتخاذهم الاولياء فى القلب)) **ایمان اور کفار کے ساتھ دوستی ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے۔**(الايمان لابن تيميه :١٤)

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ان الله قدحكم ولا احسن من حكمه انه من تولى اليهود والنصارى فهو منهم. ومن يتولهم منكم فانه منهم. فاذا كان اولياؤهم منهم بنص القرآن كان لهم حكمهم لانه مرتد بالنص والاجماع(احكام اهل الذمة ١/ ٦٧- ٦٩)

بیشک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے اور اس سے اچھا فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ یقیناً جو بھی یہود اور نصاری کے ساتھ دوستی کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہیں۔ اور تم میں سے جس نے ان کے ساتھ دوستی کرلی یقیناً وہ انہیں میں سے ہے جب ان کے ساتھ دوستی کرنے والے ان ہی میں سے ہیں تو ان کا حکم بھی کفار کی طرح ہے کیوں کہ یہ مرتد ہوچکے ہیں یہ بات نص اور اجماع کے

مطابق ہے۔

وضاحت: مفسرین اور علماء کے اقوال سے معلوم ہوا کہ عصر حاضر کے کافروں سے دوستی کرنے والے خواہ ہماری حکومت ہو یا افغانستان کی حکومت مرتد اور واجب القتل ہیں۔ اسی طرح وہ صحافی اور مضمون نگار بھی مرتد ہیں جو کفار کے حق اور حمایت میں لکھتے ہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی تیسری صورت: یہ ہے کہ ان کے بعض کاموں پر ایمان اور یقین رکھا جائے یا ان کے قانون کے رو سے فیصلہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا (النساء: ۵۱)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ راہ راست پر ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فمن كان فى هذه الامة مواليا للكفار من المشركين اواهل الكتاب ببعض انواع الموالاة كايتانه اهل الباطل واتباعهم فى شئ من فعالهم ومقالهم الباطل كان له من الذم والعقاب والنفاق بحسب ذلك (فتاوى ابن تيمية : ۱۹۹/۲۸)

جب اس امت کا کوئی فرد کفار، مشرکین اور اہل کتاب کے ساتھ دوستی کی اقسام میں سے کسی قسم کی دوستی کرے جیسے باطل پرستوں اور ان کے اتباع کے کسی فعل یا قول کو اپنائے تو اس طرح کے دوستی کرنے والے کیلئے اس کی دوستی کے موافق بدی، عذاب اور منافقت ہوگی۔

وضاحت: مذکورہ دوستی کے دائرے میں آج کل بہت سے مسلمان داخل ہیں۔ کیونکہ یہ نام

نہاد مسلم حکمران کفری اور طاغوتی نظام پر راضی ہے اور یہ سب کے سب ایسے طاغوتی نظام کے سائے میں اپنے فیصلے کرتے ہیں۔ خصوصاً پاکستان کی کچہری تو دار صل قران اور سنت کے خلاف بنائی گئی ہے۔ اور یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ فیصلہ صحیح ہوا ہے، بہت سے درباری علماء بھی اپنے فیصلے اسی قانون کے تحت کراتے ہیں۔ جو لوگ طاغوتی قانون کے ماتحت اپنے فیصلے کرواتے ہیں اور اسے صحیح مانتے ہیں وہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں کافر ہیں۔ کیوں کہ یہ ان کے ساتھ دوستی کی ایک صورت ہے۔ جو کہ کفر کی واضح صورت ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی چوتھی صورت: کفار کے ساتھ محبت کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کفار کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآئَهُمْ اَوْ اَبْنَآئَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ(المجادلة : ٢٢)

جو لوگ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم انہیں اللہ اور رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اخبرالله انك لاتجدمؤمنا يواد المحادين الله ورسوله فان نفس الايمان ينافى موادته فاذا اوحد الايمان انتفى ضده وهو موالاة اعداء الله فاذا كان الرجل يوالى اعداء الله بقلبه كان ذلك دليلا على ان قلبه ليس فيه الايمان الاجب (الایمان:١٣)

اللہ اپنے رسول کو خبر دیتا ہے کہ اے رسول! آپ ایک مؤمن کو ایسا نہ پاؤ گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی کرلے کیونکہ کفار کے ساتھ دوستی ایمان کے منافی اور ضد ہے۔ جب کسی کے دل میں ایمان ہو تو اسکے دل سے کفار کے ساتھ دوستی ختم ہو جاتی

ہے۔اگر کوئی مسلمان کفار کے لئے دل میں محبت اور دوستی رکھتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں ایمان موجود نہیں۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّھَا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا عَدُوِّی وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآئَکُمْ مِّنَ الْحَق (الممتحنة: ۱)

اے مسلمانو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم تو ان کی طرف محبت (کی بنیاد) ڈالتے ہو حالانکہ وہ اس (دین) حق سے کفر کرتے ہیں۔

وضاحت: یہ دونوں آیتیں اس بات پر دلیل ہیں کہ اگر بھائی، باپ یا قبیلہ کے لوگ کافر ہو جائیں۔یعنی امریکہ، انگریز، روس، چین، ہندوستان اور اسرائیل کے ساتھ دوستی کرنے لگیں۔ یا ان کی تعریف کرنے لگیں تو ان آیتوں کی روشنی میں ایسے لوگ کافر ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ اور مسلمانوں کے دشمن کو اپنا دوست بنایا ہے۔

دوستی کی یہ صورت اکثر سیاسی تنظیموں میں موجود جیسے نیشنل پارٹی روس اور ہندوؤں کا دوست ہے۔ پیپلز پارٹی امریکہ اور انگریز کی دوست ہے۔اس کے علاوہ نام نہاد مسلم مما لک امریکہ کے سامنے دوستی کا دم بھرتی ہیں۔ یہ سب اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی پانچویں صورت: کفر کی طرف مائل ہونا اور اس پر اعتماد کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَاتَـرکَـنُـوإلـى الَّذَینَ ظَلَمُوفَتَمَسَّکُم النَّارُ ومالَکُم من دَوُنِ اللهِ مِن أولیاء ثُمَّ لاتنصرونَ (ھود:۱۱۳)

اوران لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جنہوں نے ظلم کیا (ورنہ) پھر تمہیں دوزخ کی آگ لگ

جائیگی اورتمہارااللہ کے سوا کوئی دوست نہیں ہے پھر تمہیں مدد نہ دی جائیگی۔

اللہ جل جلالہ ایک اورآیت کریمہ میں فرماتے ہیں:

وَلَولاَ اَن ثَبَّتنَاکَ لَقَد کِدتَ تَرکَنُ إلیھم شیئاقلیلاً،إذ لأذقناک ضِعفَ الحیاۃِ وضعفَ المَمَاتِ ثُمَّ لاتَجِدُلَکَ علینانصیراً(الاسراء: ۷۴- ۷۵)

اوراگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جاپہنچتے۔(اگرایسا ہوتا) تو ہم آپ کو حالت حیات میں اورموت کے بعد دوہرا(عذاب) چکھاتے پھرآپ ہمارے مقابلہ میں کوئی مددرگاربھی نہ پاتے۔

وضاحت: جب محمد ﷺ کو یہ خطاب کیا گیا ہے کہ آگرآپ نے کفر کی طرف تھوڑا سا بھی میلان کیا تو دنیا اورآخرت میں دوچند عذاب دیں گےتو کیا وہ نام نہاد کلمہ گوجوکفار کے ساتھ دوستی کرتے ہیں ان کے ساتھ مل کر مسلمان مجاہدین کوقتل کرڈالتے ہیں، ان کے ٹھکانوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور پھر معذرت کے طور پر کہتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں تو کیا ایسے لوگ مسلمان رہ سکتے ہیں؟! ہرگزنہیں

کفار کے ساتھ دوستی کی چھٹی صورت: یہ ہے کہ دین کے بارے میں نرمی اورسستی سے کام لیا جائے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

ودُّوا لَوتُدھِنُ فَیدھَنُونَ (القلم: ۹)

کفارچاہتے ہیں کہ اگرتم نرم ہوجائیں تو وہ بھی نرم ہوجاؤ۔

مذکورہ دوستی میں آج کل اکثر مسلمان مبتلا ہوچکے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ سختی کرنا اچھا نہیں۔یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے دینی تعلیم کوچھوڑکرانگریزی تعلیم کے حصول میں اپنی ساری عمریں گذاردیں۔وہ مسلمان جوقرآن اورنبوی سنت پرعمل کرتے ہیں کفار انہیں متعصب اور دہشت گرد کہتے ہیں اوران مسلمانوں کوجودین میں سست ہیں اورکفار کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں توانہیں کفار روشن فکراورآزادخیال کہتے

ہیں۔دراصل روشن فکر کا معنی یہ ہے کہ اسلام اور کفر دین اور بے دینی کو ایک سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَتَتَّبِعَنَّ سنن من کان قبلکم شبراً شبراً وزراعاً حتی لو دخلوا حجرضب تبعتموھم قلنایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! الیھود والنصاری؟ قال فمن ؟ (صحیح البخاری:۷۳۲۰ , مسلم : ۲۶۶۹)

تم لوگ ضرور گذشتہ لوگوں کی متابعت کروگے ہر بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ کے برابر، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوں گے۔تم بھی اس کام میں ان کی متابعت کروگے۔

وضاحت: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ مثال پیش کی ہے کہ تم ضرور بالضرور،قول،فعل، رواج،عادات،عبادات اور دوسرے کاموں میں یہود اور نصاری کی مشابہت کروگے۔

یہ واضح حقیقت ہے کہ مسلمان کفار کی جتنی زیادہ متابعت کریں گے اتنا ہی ذلیل اور خوار ہوں گے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

انا کنا اذل قوم فاعزنا اللہ بالاسلام فمھما نطلب العز بغیر ماعزنا اللہ بہ اذلنا اللہ(المستدرک : ۱/ ۶۲. وصححہ ووافقہ الذھبی)

ہم بہت ذلیل قوم تھے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت بخشی اگر ہم جس چیز میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت بخشی ہے اس کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت تلاش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کرے گا۔

فائدہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد آج کل اُن نام نہاد مسلم حکمرانوں پر بجا طور پر صادق آتا ہے جو اپنی عزت امریکہ اور انگریزوں کی متابعت میں دیکھتے ہیں۔یہ ان کی چاپلوسی کرتے ہیں اور ان کے سامنے کتوں کی طرح دم ہلاتے ہیں مگر وہ ان کو ذلیل اور کمتر سمجھتے ہیں۔(خذلھم اللہ)

کفار کے ساتھ دوستی کی ساتویں صورت: یہ ہے کہ ان کے ساتھ خصوصی دوستی اور راز داری سے

کام لیا جائے۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّهَا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًاؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَـدْ بَـدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (ال عمران:۱۱۸)

اے ایمان والو! تم اپنے سوا کسی کو اپنا رازدار نہ بناؤ (کیونکہ یہ) تمہاری بربادی میں کمی نہیں کرتے (اور کافر) تمہاری تکلیف سے خوش ہوتے ہیں بیشک ان کے منہ سے عداوت معلوم ہوتی ہے اور جو (حسد) ان کے سینوں میں ہوا ہے سخت تر ہے اگر تم عقل رکھتے ہو تو بیشک ہم نے تمہارے لئے صاف صاف نشانیاں بیان کردی ہے۔

وضاحت: مذکررہ آیت اُن مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو منافقین کی مدح اور تعریف کرتے تھے اور ان یہودیوں سے دوستی اور رشتہ داری پالتے تھے جو ان کے دوست، اقرباء اور ہمسایہ رہ چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مؤمنوں کے لئے آیت نازل فرمائی کہ ان سے دوستی اور رازداری سے اجتناب کیا کرو۔ (سبب النزول للواحدی:٦٨)

بطانة الرجل : بطانت اس دوست کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ رازداری ہو۔ اس میں دفتر کا منشی بھی داخل ہے، مطلب یہ کے دفتر میں کافر اور منافق آدمی کو اپنا منشی مت بنائیں. جیسا کہ حدیث میں ہے:

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میرا ایک منشی نصرانی ہے، انہوں مجھے فرمایا: تم پر کیا ہوا ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُودَ وَ النَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ

اے مؤمنوں! یہود اور نصاری کے ساتھ دوستی مت کرو یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

پھر فرمایا: تم نے ایک موحد مؤمن کو کیوں منشی نہ بنایا؟ میں نے کہا وہ تو میرا صرف منشی ہے اس کا اپنا دین ہے اور میرا اپنا دین ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسے عزت نہیں دیتا ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا ہے، میں انہیں بڑا انعام نہیں دیتا ہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمت سے دور کیا ہے، میں انہیں قربت نہیں دیتا ہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہم سے دور کر دیا ہے۔

(مسند احمد و تفسير ابن كثير ٢/ ٦٨، راجع نضرة النعيم: ١١/ ٥٥٨١)

کفار کے ساتھ دوستی کی آٹھویں صورت: یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے یعنی وہ مسلمانوں کو جو بھی کہیں اسے مان لیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرح کی دوستی سے منع فرمایا ہے:

جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَ لاَ تُطِعُ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَ كَانَ اَمْرُهُ فُرُطًا (كهف : ٢٨)

اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ(ال عمران: ١٤٩)

اے ایمان والو! اگر کافروں کا کہنا مانو گے تو وہ تمہیں (کفر کی طرف) الٹے پاؤں لوٹا دیں گے (اور) پھر تم خسارہ اٹھا کے لوٹو گے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِنَّ الشياطِيْنَ لَيُوحُونَ إلى أوليائهم لِيُجَادِلُونَكُم وإن أطعتموهم إنَّكُم لَمُشرِكُونَ (الانعام: ١٢١)

اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کوتعلیم دیتے ہیں تا کہ یہ تم سے (بیکار) جدال کریں۔ اور اگر (خدانخواستہ) تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وان اطعتموهم انكم لمشركون. حيث عدلتم عن امرالله لكم وشرعه الى قول غيره فقدم عليه غيره فهذا هو الشرك كما قال تعالى: ﴿ **اِتَّخَذُوْآ اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ** ﴾ (التوبة: ٣١ تفسير ابن كثير: ٣/ ٣٢٢)

اگر تم نے ان مشرکوں کی اطاعت کی تو تم بھی مشرک ہو جاوگے. کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے امر اور شریعت سے دوسرے قول کی طرف پھر جاتے ہو اور یہی عین شرک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انہوں نے ملاؤں او پیروں کو اللہ کے سوا حلال اور حرام کے بارے میں بااختیار بنا رکھا ہے۔ یعنی وہ جن چیزوں کو حرام کہتے ہیں یہ بھی حرام کہتے ہیں اور جن چیزوں کو حلال کہتے ہیں یہ بھی حلال کہتے ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ یہود اور نصاریٰ کی اطاعت کرنا یہودیت اور نصرانیت ہے پس جو لوگ یہود اور نصاری کے اشاروں اور کہنے پر عمل کرتے ہیں خواہ وہ جو بھی ہو ان کی طرح کافر اور مرتد ہے۔

کفار کیساتھ دوستی کی نویں صورت: یہ ہے کہ ان کے ساتھ اس حالت میں بیٹھنا کہ وہ دین سے استہزاء اور مذاق کر رہے ہوں اور مسلمان ان کے ساتھ بیٹھ کر سن رہا ہو۔ ایسی حالت میں مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور مسلمان نہیں رہ سکتا۔

اس کی مثال آج کل کے ان سیکولر اور کمیونسٹ پارٹیوں کی ہے جو اسٹیج پر کھڑے ہو کر دین اسلام اور علماء کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ان کے ساتھ جلسوں میں موجود مسلمان ان کے ہاں میں ہاں ملا کر انہیں داد دیتے ہیں ان کیلئے زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اس طرح کی تمام تنظیمیں اور ان کی

حمایت کرنے والے کافر ہیں۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

وَقَد نَزَّلَ علیکم فی الکتاب اَن اذا سمعتم اٰیَاتِ اللّٰہِ یُکفَرُ بِھَا ویُستَھزاُ بِھا فلاتقعدُوا مَعَھُم حَتّٰی یَخُوضُوا فی حدیث غیرہ اِنَّکُم اذا مثلھم اِنَّ اللہ جَامعُ المنافقین والکافرینَ فی جَھَنَّمَ جمیعا (النساء: ۱۴۰)

اور بیشک اس نے (اپنی) کتاب میں تم پر (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے۔ اوران کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو تم ان (کافروں) کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ اسکے سوا کسی (دوسری) بات میں وہ گفتگو کرنے لگیں بیشک (اگر تم اس وقت ان کے پاس بیٹھو گے تو) تم بھی اس وقت ان کی مثل ہو (جاؤگے) بیشک اللہ منافقوں اور کافروں کو ایک ساتھ دوزخ میں جمع کرنیوالا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قوله: (انَّكم اذا مثلهم) اى انكم اذا جالستم من يكفر بآيات الله ويستهزا بها وانتم تسمعون فانتم مثلهم ان لم تقوموا عنهم فى تلك الحال. وفى الآية دلالة واضحة على النهى عن المجالسة اهل الباطل من حمل نوع من الكفرة و المبتدعة والفسقة عند خوضهم فى باطلهم (تفسير الطبرى: ۲۳۰/۵)

اس آیت میں اس بات پر صریح دلیل ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اہل باطل سے مثلاً کفار، مشرکین، متبدعین، منافقین اور فاسقوں کے ساتھ بیٹھنے سے شدید اجتناب کریں خصوصاً اس وقت جب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بول رہے رہوں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

لاتَدخلوا مساكن الَّذِين ظلموا انفسهم الَّا ان تكونوا باكين ان يصيبكم مثل ما

اصابھم(مسند احمد رقم: ٥٧٠٥) وصحیح البخاری: ٤٤١٩ ومسلم (٢٩٨٠)

تم ظالموں کے مسکنوں میں داخل نہ ہوجاؤ مگراس حالت میں کہ تم روتے ہو کہ کہیں نہ ان کی طرح تم پر بھی وہ عذاب مسلط نہ ہوجائے جو ان پر مسلط ہوا ہے۔

مذکورہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ کفار کے ساتھ مجلسوں، اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں بیٹھنا حرام ہے۔ اگر مسلمان ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور انہوں نے اسلام اور مسلمانوں پر استہزا کیا اور یہ خاموشی سے سنتے رہے تو یہ لوگ بھی ان کی طرح کافر ہوجائینگے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی دسویں صورت: یہ ہے کہ ان کے ساتھ دفتر میں کام کیا جائے جو لوگ ان کے ساتھ دفتر میں کام کرتے ہیں وہ آیت ﴿ **ومن یتولھم منکم فانه منھم** ﴾ کے تحت داخل ہوں گے۔ تم میں سے جس نے ان کے ساتھ دوستی کی وہ انہیں میں سے ہوگا۔

مسلمان کا ایمان اس وقت مکمل ہوگا جب کہ وہ کفار کے ساتھ ہر طرح کا تعاون اور مدد بند کرے کیونکہ اس طرح کے تعاون سے کفار کو قوت حاصل ہوگی۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس طرح کی دوستی اور تعاون سے اجتناب کرنا ہوگا۔ ورنہ اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی گیارھویں صورت: یہ ہے کہ انہیں امانت دار اور دیانت دار کہا جائے۔ آج کل کے اکثر مسلمان امریکیوں اور انگریزوں کو امانت دار کہتے ہیں، ایسا کہنا صریح کفر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّہٖۤ اِلَیْکَ وَ مِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّہٖۤ اِلَیْکَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْهِ قَآئِمًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ وَ یَقُوْلُوْنَ عَلَی اللهِ الْکَذِبَ وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ (ال عمران: ٧٥)

اور اہل کتاب میں سے بعض ایسے ہیں (کہ) اگر تم اسکے پاس ایک دینار (بھی) امانت رکھو تو

جب تک تم ان (کے سر) پر کھڑے ہوئے (تقاضا) نہ (کرتے) رہو وہ تمہیں کبھی واپس (ہی) نہ دیں (اور) یہ (بدمعاملگی) اس واسطے ہے کہ وہ کہتے ہیں جاہلوں (کا مال مارینے) میں ہم پر کوئی جرم نہیں اور (وہ) دیدہ وہ دانستہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

فائدہ: یہ آیت اس بات پر واضح دلیل ہے کہ امریکی اور انگریز سب سے زیادہ خیانت کار ہیں۔ لیکن بعض مرتد مسلمان انہیں امانت دار اور صلح دوست کہتے ہیں ان کا یہ کہنا ان کے ارتداد پر دلالت کرتا ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی بارہویں صورت: یہ ہے کہ کفار کے اعمال پر خوشی کا اظہار کیا جائے، ان کے لباس کی طرح لباس اور ان کی شکل وصورت کی طرح اپنی شکل بنائی جائے جیسا کہ بہت سے جاہل لوگ دین سے بالکل بے خبر اور شرک وکفر کے سمندر میں غرق ہیں ان کی شکلیں، لباس، پینٹ، پتلون، بال وغیرہ کفار کی طرح ہیں، روزمرہ کی گفتگو میں انگریزی اور امریکی اصطلاحات استعمال کر رہے ہیں، یہ سب ان کے ساتھ دوستی اور محبت ہے جو درحقیقت اسلام سے ارتداد اور کفر کرنا ہے۔

(مجموعة التوحيد: ١٧٧)

فائدہ: اگر کوئی مجاہد اپنی شکل کو کفار کی شکل کی طرح بنائے تاکہ اس کے ذریعہ کفار کو قتل کر ڈالے تو یہ جائز ہے۔ جیسا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگ لی کہ کعب بن اشرف کے قتل کرنے کیلئے اپنی شکل کو ان کی طرح بنائے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس حدیث کیلئے ایک مستقل باب باندھا ہے۔ (باب فی العدو يؤتى على نمرةٍ ويتشبه بهم: ابوداود ٣٨٢/٢)

کفار کے ساتھ دوستی کی تیرہویں صورت: یہ ہے کہ ان کے سامنے دست بستہ اور مطیع کھڑا رہے۔ ان کی عزت وتکریم کرے، اس طرح کے دوستی میں وہ مسلمان لیڈر شامل ہیں جو مسلمانوں پر زبردستی مسلط ہو چکے ہیں، مثلاً: آج کل کے نام نہاد اسلامی ممالک کے حکمران جو ان کے سامنے مطیع

اور فرمانبردار کھڑے ہیں ان کی عزت واحترام کرتے ہیں، اسی طرح ان میں سیاف اور ربانی بھی شامل ہیں کیوں کہ وہ بھی کفار کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ یہ دونوں اور ان کی طرح دوسرے لیڈر بھی مرتد ہیں جو امریکہ اور دوسرے کفار کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور ان کے ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور یہ عناصر واجب القتل ہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی چودہویں صورت: یہ ہے کہ کفار کے ظلم اور تجاوز کی پشت پناہی اور تعاون کیا جائے جیسا کہ آج کل افغانستان اور ہمارے ملک کے حکمران امریکہ اور انگریزوں کے ساتھ مل کر مجاہدین کے خلاف جنگ میں شریک ہیں۔ مجاہدین کے ٹھکانوں اور سرگرمیوں کے بارے میں انہیں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مرتدین کی مثال قرآن میں بیان فرمائی ہے: لوط علیہ السلام کی بیوی کافر تھی اس نے کافر قوم کی امداد کی وہ اس طرح کے لوط علیہ السلام کے مہمانوں (ملائکہ) کے آنے کی خبر اپنے بدعمل لوطیوں کو دیدی، اور یوں وہ اس کی وجہ سے مرتد ہوگئی۔ اسی طرح اس وقت بھی جو مسلمان کفار کے ساتھ تعاون کرتا ہے وہ کافر اور مرتد ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی پندرھویں صورت: یہ ہے کہ کفار کی خیر خواہی اور ان کی مدح سرائی کی جائے۔ یہ کام بھی ان کے ساتھ ایک طرح کی دوستی اور محبت ہے۔ جیسا کہ آجکل کے نام نہاد مسلمان ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ جاہل اور بے خبر مسلمان کو اب بھی خبر نہیں کہ وہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں اور دین میں اسکا قطعاً کوئی حصہ نہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی سولہویں صورت: یہ ہے کہ کفار کو تعظیم اور عزت کے القاب سے پکارا جائے یہ بھی ان کے ساتھ ایک قسم دوستی ہے کہ جب کوئی کافر اور ظالم لیڈر جیسا کہ بش اور اس کے ہمنوا، مسلمان ملک کا دوہ کرے تو مسلمان حکمران اور اسکی انتظامیہ ان کے سامنے مطیع اور جھکی کھڑی رہے۔ اسے جلا التمآب اور محترم کے نام سے پکارئے، اس طرح کے کام کرنے سے وہ مرتد ہو جاتے ہیں

کیوں کہ وہ جہنم کے کتوں کوعزت واحترام کے القاب سے پکارتے ہیں۔حالانکہ﴿ومن یھن اللہ فمالہ من مکرم﴾ جسے اللہ ذلیل کرے ایسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔اس آیت میں اس کی شدید مخالف اورمسلمانوں کواس طرح کے کرنے سے منع کیا ہے۔(تخفة الاخوان: ١٩, للشيخ حمود التويجرى)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب راستے میں تمہارا یہود کے ساتھ آمنا سامنا ہوجائے تو انہیں تنگ راہ کی طرف جانے پر مجبور کرو۔ (مسلم : ٢١٦٨ , ابوداود: ٥٢٠٥)

وضاحت: جب وہ قرآن اورحدیث کی روشنی میں اتنے ذلیل ہیں تو پھرانہیں اچھے اچھے القاب اور عزت واکرام سے نوازنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث سے انکارکیا ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی سترہویں صورت: یہ ہے کہ ان کے ملک میں سکونت اوررہائش اپنائی جائے، یہ بھی ان کے ساتھ ایک قسم کی دوستی ہے کہ ان کے ملک میں رہ کران کی جماعت اورقوت بڑھادی جائے۔جیسا کہ آج کل بعض افغانی، پاکستانی،مرتد یورپ اورامریکہ میں رہائش پذیرہیں اپنی شکلیں،اپنالباس رسم ورواج اورعقیدہ سب کے سب ان کے اپنائے ہیں۔اس طرح کے لوگ مرتد اور کافرہیں۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

من جامع المشرك سكن معه فانه منه (ابوداود: ٢٧٨٧)

جس نے مشرک کی موافقت کی اوران کے ساتھ رہائش پزیرہوا وہ انہی میں سے ہوگا۔(یعنی مشرک ہے۔)

ایک اورحدیث میں ہے:

لاتساكنوا المشركين ولاتجامعوهم فمن ساكنهم او جامعهم فليس منا

(الحاكم فى المستدرك : ١٤١/٢٠ وقال صحيح ووافقه الذهبى)

تم کفار کے ساتھ ملکرزندگی مت گذارواورنہ ہی ان کے ساتھ موافقت کرو۔اورجس نے ان

کے ساتھ ملکر سکونت اختیار کی یا ان سے موافقت کی وہ ہم میں سے نہیں۔

وضاحت: یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ کفار کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ان کے ملک میں رہائش پذیر ہونا, ان کے کاموں اور کردار کے ساتھ موافق ہونا ارتداد اور بے دینی ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی اٹھارھویں صورت: یہ ہے کہ کفار کی تنظیموں میں شمولیت اختیار کی جائے اور ان کے منشور پر عمل کیا جائے، ان کے لئے جاسوسی کرنا اور مسلمانوں کا بھید ان کو بتانا، ان کے ساتھ ملکر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک ہونا، یہ سب امور کفر اور ارتداد میں داخل ہیں۔ آج کل کے دور میں اکثر لوگ اس کا شکار ہو چکے ہیں۔ مثلاً بہت سے لوگ پیپلز پارٹی، نیشنل پارٹی، خلق پارٹی، پرچم پارٹی، افغان ملت پارٹی، دوستم پارٹی اور دوسری بے دین پارٹیوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ ساری پارٹیاں کفار کی طرف سے بنائی گئی ہیں اور ان کے تعاون سے چل رہی ہیں۔ اسی طرح وہ خفیہ ادارے جو مسلمانوں کی جاسوسی کر کے کفار کو پہنچا رہے ہیں وہ بھی مرتد اور واجب القتل ہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی انیسویں صورت: یہ ہے کہ مسلمان ملک سے کوئی آدمی کفر کے ملک جا کر وہاں یہ کہدے کہ مسلمان سے کافر اچھے ہیں۔ یہ کہدینا بھی ایک طرح کی دوستی کفر ہے جیسا کہ آج کل کے زمانے میں بہت سے لوگ امریکہ اور دوسرے ممالک میں جا کر کہتے ہیں کہ ان مسلمانوں سے تو وہ کفار اچھے اور بہتر ہیں جن میں ہم رہ رہے رہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی بیسویں صورت: یہ ہے کہ کفار کی تنظیموں میں شامل ہو کر ان کی ترقی کیلئے جدوجہد کی جائے۔ مثلاً افغانستان میں خلق اور پرچم پارٹیاں وہ اپنے الحادی عقیدے پھلانے کیلئے بڑی زبردست کوششیں کر رہی ہیں تاکہ اپنے آقا کو خوش کر کے ان سے داد وصول کریں، اسی طرح نیشنلسٹ قوتیں یہ کوششیں کر رہی ہیں کہ امریکہ اور دوسرے آقاؤں کی خوشی اور داد حاصل کریں۔ یہ سب پارٹیاں کفر اور ارتداد کے اعمال میں مصروف ہیں جو لوگ ان پارٹیوں میں شامل ہو کر ان کی ترقی کیلئے جدوجہد

کرتے ہیں وہ مرتد اور کفر کے دائرے میں داخل ہوجاتے ہیں۔ (الرِّدة بين الامس واليوم: ٤٠)

مختصر یہ کہ کفر کے ساتھ دوستی کی یہ بیس اقسام کفراور ارتداد کے اسباب میں سے ہیں:

جو دلائل گذرے ان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) کفر پر رضا۔

(۲) کفار کو اپنا مددگار اور معاون بنانا۔

(۳) ان کے قانون پر فیصلہ کرنا۔

(۴) ان کے ساتھ دلی محبت کرنا۔

(۵) ان پر اعتماد اور بھروسہ کرنا۔

(۶) دین کے حق میں ان کے سامنے سستی دکھانا۔

(۷) انہیں اپنا رازدار بنانا۔

(۸) ان کی اطاعت اور فرمان برداری کرنا۔

(۹) دین سے استہزاء کرتے وقت ان کے ساتھ بیٹھنا۔

(۱۰) ان کے ساتھ دفتروں میں منشی ہونا اور دوسرے کام وکاج کرنا۔

(۱۱) انہیں امانت دار کہنا۔

(۱۲) ان کی تکریم وعزت کرنا۔

(۱۳) ان کے کفری کاموں پر خوش ہونا۔

(۱۴) ان کے ساتھ ظلم میں تعاون کرنا۔

(۱۵) ان کی خیرخواہی اور بھلائی چاہنا۔

(۱۶) انہیں عزت کے القاب سے پکارنا۔

(۱۷) ان کے ساتھ ایک ملک میں رہنا۔

(۱۸) ان کی تنظیموں میں شامل ہو جانا۔

(۱۹) ان کے ملک میں اس لیئے ہجرت کرنا کہ مسلمان اچھے لوگ نہیں۔

(۲۰) ان تنظیموں کی ترقی کیلیئے کوشش کرنا جو کفر کیلیئے کام کرتی ہیں۔

دوستی کی یہ ساری اقسام مسلمان کو ملت اور اسلام سے نکال کر کفر میں داخل کرواتی ہیں۔

مختصر یہ کہ جو شخص اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں عملاً اور قولاً کفار کے ساتھ تعاون کرتا ہے، جو مجاہدین کو دہشت گرد کہتا ہے وہ مرتد اور کافر ہے، اور اس کا قتل کرنا ہر مسلمان مجاہد پر لازم ہے، خواہ وہ حکمران یا مذہبی تنظیموں کے بڑے بڑے لیڈر ہوں یا حکومتی وزراء اور ان کے مشیر جیسا کہ آج کل دیکھنے میں آتے ہیں۔

وہ صحافی اور مضمون نگار بھی جو مجاہدین کے خلاف مضامین لکھتے ہیں واجب القتل ہیں۔ اسی طرح وہ گمراہ شیوخ اور درباری ملا بھی جو طاغوتی نظام کے سٹیج پر قرآن کی بے عزتی کرتے ہیں حکمرانوں کے تعاون اور مدد کیلیئے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں یہ سب بھی واجب القتل ہیں وہ پولیس اور فوجی بھی واجب الدم ہیں جو کفری طاغوتی نظام کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کیلیئے مسلمانوں کے خلاف لڑتی ہیں۔

وہ شعراء، مفکرین، روشن خیال اخبار نویس، رپورٹر اور اداکار جو مجاہدین کے خلاف اپنے عمل اور قول کے ذریعہ نقصان پہنچاتے ہیں مثلاً جب مجاہدین شہید ہو جائیں تو کہتے ہیں کہ اتنے دہشت گرد مارے گئے اور جب مجاہدین کے ہاتھوں کوئی فوجی مارا جائے تو کہتے ہیں کہ ایک فوجی جوان شہید ہوا۔ یہ تمام امور کفر اور ارتداد سے تعاون کے زمرے میں آتے ہیں۔ ایسے لوگ سب کے سب واجب القتل ہیں اور مجاہدین پر لازم ہے کہ انہیں جہاں پائیں قتل کر ڈالیں۔

جہاد کے مسائل

فدائی حملہ: اس سے پہلے کہ فدائی حملے کے بارے میں دلائل پیش کریں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ ایک فدائی حملہ ہے اور دوسرا انتحاری حملہ، فدائی حملہ اسے کہا جاتا ہے جس میں مجاہد کا مقصد شہید ہونا اور دشمن کو جانی اور مالی نقصان پہنچانا ہو۔ دوسرا انتحاری حملہ ہے اس میں دشمن کو نقصان پہنچانا اور اپنے لئے شہادت کی موت مقصد نہیں ہوتا ہے بلکہ ضعف اور بے صبری کی وجہ سے اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے۔ ایسا کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ رہا فدائی حملہ تو اللہ تعالیٰ فدائی حملہ کرنے والے مجاہد پر خوش ہوتا ہے۔ فدائی حملہ ایمانی قوت اور زبردست یقین کی بنیاد پر کیا جاتا ہے جن میں دین کی نصرت اور کامیابی مطلوب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کو فدائی حملہ کرنے والے مسلمان بہت پسند ہیں اور ان کے فدائی حملہ پر راضی اور خوش ہو جاتا ہے۔

فدائی حملے کے بارے میں دلائل

(۱) دلیل: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَ اللهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ

(البقرۃ:۲۰۷)

اور بعض آدمی ایسا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسے) بندوں (کے حال پر) نہایت مہربان ہیں۔

سبب نزول: یہ آیت صہیب بن سنان الرومی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن کا تعلق بنی نمر بن قاسط قبیلے سے تھا۔ عبداللہ بن جدعان کا غلام تھا۔ جب اس نے اسے آزاد کیا تو روم سے مکہ مکرمہ آیا اور یہاں آکر مشرف بہ اسلام ہوا جب مدینے کو ہجرت کے لیئے روانہ ہوا تو قریش کے بعض افراد اس کو پکڑنے کیلیئے نکلے۔ جب اس کے قریب پہنچے تو اس نے اپنے گھوڑے سے اتر کر اپنی تیریں نکال لی پھر ان کی روبرو کھڑے ہو کر کہا: میں تم سے بہتر تیر انداز ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے میری گرفتاری کیلیئے

ایک قدم بھی بڑھایا تو میں تم سب کو ڈھیر کر دوں گا۔انہوں نے جواب میں کہا: ہم تمہیں اس طرح نہیں چھوڑیں گے کہ اتنے مال دولت سمیت مدینہ چلے جاؤ۔تم یہاں فقیر آئے تھے۔تم مکہ میں اپنے مال وحال کا پتہ بتادو تب ہی تمہیں جانے دیں گے۔آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ عہد کر کے مدینہ گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش ہوے تو یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بتایا:

ربح البیع ابایحی تلا علیه الایه یعنی ابویحی (تفسیر ابن حاتم:۱ / ۱۴۲ ومشارع الاشواق:۱/ ۵۲۳)

صہیب رضی اللہ عنہ نے اس تجارت میں نفع کمایا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اگر چہ یہ آیت صہیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا حکم عام ہے۔(ابن کثیر)

(۲) دلیل: ہشام بن عامر الانصاری رضی اللہ عنہ نے دشمن کی دوصفوں کے اندر حملہ کیا جب بعض اصحاب نے اس پر ملامتی کی تو عمر بن الخطاب، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر تنقید کی اور یہ آیت دلیل کے طور پر تلاوت فرمائی:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللهِ (تفسیر ابن کثیر:۱/ ۲۴۷)

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ دشمن کی صفوں کے اندر گھس کر حملہ کرنا فدائی حملہ ہے کیوں کہ اس سے بچ کر نکلنا ممکن نہیں۔

(۳) دلیل: ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللهِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای قد شروا انفسهم من الله بالجهاد فی سبیله و القیام بحقه حتی هلکوا علی ذلك یعنی السریة (تفسیر ابن ابی حاتم)

انہوں نے جہاد کرنے کے بدلے میں اللہ کو اپنی جانیں فروخت کر دیں اور اللہ جل جلالہ کا حق پورا کرنے کیلئے قیام کیا حتی کہ اس راہ میں شہید ہو گئے۔

(۴) دلیل: مدرک بن عوف الاحمسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ کہ نعمان بن مقرب رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا، عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کون کون سے لوگ شہید ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ فلاں فلاں اشخاص شہید ہو چکے ہیں مگر دیگر اشخاص کو نہیں جانتا ہوں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ انہیں جانتا ہے۔ قاصد نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا: اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! ایک شخص نے اپنے آپ کو فروخت کیا (فدائی حملہ کیا) مدرک بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! وہ میرا ماموں تھا لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس نے اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈالا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((کذب اولئك ولکنہ ممن اشتری الاخرۃ بالدنیا)) لوگ جھوٹ بولتے ہیں اس نے آخرت دنیا کے عوض خریدلی۔ (المصنف لابن ابی شیبه : ۳۰۳/۵ وسنده صحيحٌ (مشارع الاشواق : ۵۲۴/۱)

(۵) دلیل: عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفار کا ایک قافلہ مشرق کی طرف سے آیا، ان پر انصار کے ایک آدمی نے حملہ کیا وہ کفار کی صف کو چیرتے ہوئے باہر نکلا اور دوبارہ حملہ کیا اس نے دو تین بار ایسا کیا۔ سعد بن ہشام الانصاری رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کیا جواب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ﴾ (المصنف:۳۲۲/۵ واسناده صحيحٌ)

استدلال: اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے جو کفار کے قافلے پر دو یا تین بار حملہ کیا اس میں غالب گمان یہ تھا کہ وہ شہید ہو جائے گا۔ سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ نے جب اس کا یہ قصہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنایا تو اس کا مطلب یہ بیان کرنا تھا کہ یہ فدائی حملہ تھا اور ہوسکتا تھا کہ وہ اس حملے میں شہید ہو جائے۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حملے کی تائید میں یہ آیت تلاوت کی پس اس سے معلوم ہوا کہ ایسا حملہ کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ بڑی بہادری کا کام بھی ہے اور یہ اللہ کے دین کی حفاظت کیلئے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ فروخت کرنا ہے۔

(۶) دلیل: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں شریک تھے، ایک شخص ہم سے

آگے چل کر کفار پر (فدائی) حملہ کیا اور شہید ہوا. دوسرے لوگوں نے کہا: ((الـقـى هـذا بيـده الـى التهلكة)) اس نے اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت میں ڈالا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ((ليس كمـا قالوا هـو مـن الـذين قال الله فيهم)) ﴿وَ مِـنَ الـنَّـاسِ مَـنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ﴾ ایسا نہیں جس طرح کے یہ لوگ کہتے ہیں: بلکہ یہ فدائی ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لوگوں میں بعضے ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر فروخت کرتے ہیں۔ (ابن ابی حاتم بحواله مشارع الاشواق : ۱/ ۵۲۵)

(۷) دلیل: براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک آدمی نے کہا: اے ابو عمار رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَ لاَ تُـلْـقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرہ: ۱۹۵) کا معنی یہ ہے کہ جب ایک مسلمان اور کسی کافر دشمن کا آمنا سامنا ہو جائے تو مسلمان اس کے ساتھ جنگ کر کے شہید ہو جائے یعنی فدائی حملہ کرے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: یہ بات نہیں بلکہ اس سے وہ آدمی مراد ہے جو گناہوں کا ارتکاب کر کے کہتا ہے کہ اللہ مجھے معاف کر دے گا۔

(المستدرك: ۲/ ۲۷۵, تفسير ابن ابی حاتم: ۱/ ۱۲۸)

استدلال: امام ابن نحاس دمشقی رحمہ اللہ نے یہ حدیث فدائی حملے کے اثبات میں پیش کی ہے۔ (ملاحظه هو مشارع الاشواق: ۱/ ۵۲۶)

کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے براء ابن عازب سے پوچھا کہ اگر میں دشمن پر اکیلا حملہ کروں اور وہ مجھے قتل کر ڈالیں کیا میں نے اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت میں ڈالا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہیں کہ:

فَقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللهِ لاَ تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ (النساء: ۸۴)

آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کو بجز آپ کے ذاتی فعل کے کوئی حکم نہیں۔

(۸) دلیل: ابو عمران رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم روم کے شہر میں تھے۔ اچانک رومیوں کا ایک

بڑالشکر نمودار ہوا، مسلمانوں کا بھی ایک لشکر ان کے پیچھے چل نکلا۔ مصر کے مجاہدین کا امیر عقبہ بن عامر رحمہ اللہ اور دوسرے مجاہدین کا امیر فضالہ بن عبید رحمہ اللہ تھے۔ ایک مجاہد نے رومیوں کے لشکر پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان کی صف میں گھس گیا۔ یہ دیکھ کر مجاہدین نے کہا: ((سبحان اللہ یلقی بیدہ الی التھلکۃ)) آپنے آپ کو خود ہی ہلاک کر ڈالا۔ اس وقت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! یقیناً تم آیت: ﴿وَ لاَ تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃ ☆البقرہ: ۱۹۵﴾ کا مطلب یوں لیتے ہیں حالانکہ یہ آیت ہمارے انصار کے بارے میں اتری ہے، وہ یوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا اور اس کی مدد کرنے والے بڑھ گئے تو کچھ انصار نے کچھ دوسرے انصار کو کہا کہ ہمارا مال ضائع ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ بخشا ہے اور اسلام کی حمایتی بھی بڑھ گئے ہیں۔ اب اگر ہم اپنے مال وحال کی نگرانی کریں اور ان کی اصلاح کریں تو یہ ہمارے لیئے بہتر اور مفید ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَ لاَ تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (البقرہ: ۱۹۵)

ہلاکت یہ ہے کہ آدمی جہاد چھوڑ کر اپنے کام وکاج اور تجارت میں مصروف رہے۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تمام عمر جہاد میں سرگرم تھے یہاں تک کہ روم کی سرزمین میں انتقال ہوا اور وہیں سپرد خاک کیے گئے۔

(سنن الترمذی: ٤/ ٢٨٠, ابو داود: ٣/ ٢٧، المستدرک: ٢/ ٢٧٥، ابن جریر: ٣/ ٥٩٠, والحدیث صحیحٌ)

(۹) دلیل: امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود اور خباب رضی اللہ عنہم کو اکیلے جہاد کیلئے بھیجا تھا۔ اسی طرح ربیہ بن خلیفۃ الکلبی کو بھی اکیلے جہاد کرنے کیلئے بھیجا تھا۔

(السنن الکبری: ٩/ ١٠٠, مشارع الاشواق: ١/ ٥٢٧)

یہ واضح ہے کہ ایک یا دو افراد کفار کے بڑے لشکر کا مقابلہ نہیں کرسکتے بلکہ ان کی شہادت یقینی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ہلاکت کے گھڑے میں نہیں ڈالتے، اس سے معلوم ہوا کہ فدائی حملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا عملی اور قولی سنت ہے۔

(۱۰) دلیل: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک اصحابی رضی اللہ عنہ بئر معونہ کے اصحاب میں سے پیچھے رہ گیا۔ اس نے ایک پرندے کو دیکھ لیا کہ وہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے اوپر اڑتا تھا۔ اس نے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں دشمن پر فدائی حملہ کروں گا تا کہ وہ مجھے شہید کر دیں، انہوں نے دشمن پر فدائی حملہ کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ جب عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس کا قصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کہ تم نے کیوں حملہ نہ کیا (یعنی تمہیں بھی اس کی طرح فدائی حملہ کرنا چاہیئے تھا۔ (السنن الکبری: ۹/ ۱۰۰)

(۱۱) دلیل: یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کو کہا:

على اى شيئٍ بايعتُم رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال على الموتِ

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس بات کی بیعت کر لی تھی؟ انہوں نے کہا موت کی۔

(صحيح البخارى:٤١٦٩. ٧٢٠٦ , ومسلم ١٨٦٠)

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ دین کی خاطر اپنے آپ کو مارنا تمام اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فدائی حملہ کیلئے بیعت کی تھی۔

(۱۲) دلیل: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا چچا انس بن النضر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے غائب رہا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو پہلے سے اس جہاد سے غائب رہا جو آپ نے مشرکوں کے خلاف جہاد کیا۔ اگر میں دوسری بار مشرکوں کے خلاف جہاد میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ مجھے دیکھے گا کہ میں کیا کام انجام دوں گا۔ جب غزوہ احد کا وقت آیا اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم جہاد کیلئے حاضر ہوئے تو انس بن النضر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! میں آپ کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں کہ تیری راہ میں جہاد کروں گا اور کفر و شرک سے بیزار رہوں گا. پھر جنگ کے محاذ کی طرف آگے بڑھا اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے آمنا سامنا ہوا، اسے مخاطب ہو کر کہا: اے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ! اللہ کی ذات کی قسم

مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے یہ کہہ کر دشمن پر اکیلا حملہ آور ہوا اور اس وقت تک جنگ کرتا رہا کہ کفار کے ہاتھوں شہید ہوا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بدن پر تلواروں اور تیروں کے اسی (۸۰) زخم دیکھے۔ کفار نے اس کے ہاتھ، ناک، کان وغیرہ اعضاء کو کاٹ ڈالا تھا۔ اس کی لاش اس کی بہن کے علاوہ کسی اور نے نہ پہچانی ہم (یعنی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم) کہتے تھے کہ آیت ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ﴾ (الاحزاب:۲۳)

انس بن النضر رضی اللہ عنہ اور اس کی طرح دوسرے مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

استدلال: کفار کے بڑے لشکر پر نضر بن انس رضی اللہ عنہ کا یہ حملہ اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا اور فخر کرنا اس بات پر روشن دلیل ہے کہ فدائی حملہ کرنا نہ صرف کہ جائز ہے بلکہ افضل ترین عمل ہے۔ جو لوگ فدائی حملے کو خودکشی کہتے ہیں وہ ان احادیث سے واقف نہیں ہے۔

(۱۳) دلیل: معاذ بن عفران رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم:

مایضحك الرب من عبده قال غمسه يده فى العدو حاسراً فالقى درعاً كانت عليه و قاتل حَتّٰى قتل(المصنف ابن ابی شيبة : ٥/ ٣٣٨)

کونسا وہ عمل ہے جس پر اللہ جل جلالہ خوش ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دشمن کی صف میں اکیلا برہنہ سر گھس آنا، معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنا زرہ پھینک کر جنگ شروع کی اور شہید ہوتے وقت تک بے جگری سے لڑتا رہے۔

یہ حدیث بھی فدائی حملے کی فضیلت پر بہترین دلیل ہے کیونکہ یہ سرے سے ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کفار کی صفوں میں گھس کر زندہ بچ نکلے۔

(۱۴) دلیل: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من خير معاش الناس لهم رجل ممسكٌ عنان فرسه فى سبيل الله يطير على متنه كلما سمع هيعة اوفزعة طار عليه يبتغى القتل او الموت مظانه (مسلم: ١٨٨٩)

لوگوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام کو مظبوطی سے پکڑ کر اللہ کی راہ میں اُس کی پشت پر سوار ہو کر جار ہا ہو۔ جب دشمن کی آواز یا خبر سن لے، یا خوف دیکھے تو وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے اور موت کی تلاش میں لگا رہے۔

یہ حدیث بھی اس بات پر صریح دلیل ہے کہ کوئی آدمی اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے موت کی جگہ کی تلاش کرے تو یہ کام عین فدائی ہے جس سے بچ نکلنے کا قطعاً امکان نہیں۔

(۱۵) دلیل: یہ بھی ابوعوانہ رحمہ اللہ کا لفظ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یاتی علی الناس زمانٌ احسن الناس فیھم رجل اخذبعنان فرسه فی سبیل الله کُلَمَّا بھیعة استوی علی متنه ثم طلب الموت مظانه (ابوعوانه : ۵/ ۵۹)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے جس میں لوگوں میں سے وہی آدمی بہتر ہوگا جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑے ہوئے ہوگا۔ جب دشمن کے آنے کی خبر سن لے تو گھوڑے کی پشت پر بیٹھ کر اپنی موت کو طلب کرے۔

(۱۶) دلیل: انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم جہاد کیلئے روانہ ہوئے. یہاں تک کہ بدر کے مقام پر دشمن سے آمنا سامنا ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو بھی آگے بڑھے گا میں اس سے زیادہ آگے بڑھوں گا۔ جب مشرکین کفار قریب آپہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قوموا الی جنة عرضھا السموات والارض؟ قال عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ یارسول الله ﷺ جنة عرضھا السموات والارض؟ قال نعم قال بخ بخ فقال رسول الله ﷺ مایحملك علی قولك بخ بخ؟ قال لا والله یارسول الله ﷺ الا رجاء ان اکون من اھلھا فاخرج تمرات من قرنه فجعل یاکل منھن ثم قال: ان انا حیت حتی اکل تمراتی ھذه انھا لحیاة طویلة فرمی بما کان معه من التمر, ثم قاتلھم

حتی قتل رضی اللہ عنہ(مسلم: ۱۹۰۱)

اس جنت کیلئے کھڑے ہو جائیں جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ایسی جنت جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس وجہ سے تم نے واہ واہ کیا؟ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا اس وجہ سے کہ مجھے امید ہے کہ میں بھی اس جنت میں جاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس جنت کے اہل ہو۔ وہ اپنے تھیلے سے کھجور نکال کر کھانے لگے، پھر کہا کہ ان کھجور کو کھا لینے تک تو بہت وقت لگے گا، کھجور کو پھینک کر جنگ کیلئے آگے بڑھے اور کفار کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

(۱۷) دلیل: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثلاثة یحبهم الله و یضحك الیهم و یستبشر بهم، الذی اذا انکشف فئة قاتل وراء ها بنفسه فاما ان یقتل و اما ان نصره الله و یکفیه فیقول الله انظروا الی عبدی هذا کیف صبرلی بنفسه والذی له امرء ة حسنة وفراش لین حسن فیقوم من اللیل فیقول: یذر شهوته ویذکرنی ولو شاء رقد والذی اذاکان فی سفر و کان معه رکب فسهروا ثم هجعوا فقام فی السحر فی الضرآء والسراء(قال الهیثمی و رجاله ثقات ، مجمع الزوائد : ۲/ ۲۵۵)

اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے محبت کرتا ہے اور ان پر خوش ہوتا ہے پہلا وہ آدمی ہے کہ جب وہ کفار کا کوئی ٹولہ دیکھ لے تو اکیلے ان پر حملہ کرے یہاں تک کہ وہ شہید ہو جائے یا اللہ جل جلالہ اس کے ساتھ مدد کرے، اور اللہ اس کیلئے کافی ہو جائے، اللہ تعالی فرمائیں گے، میرے بندے کو دیکھو میری خاطر کس طرح تکلیف پر صبر کیا۔ دوسرا وہ آدمی جس کی خوبصورت بیوی ہو۔ وہ رات کے وقت اپنے گرم اور نرم بستر سے اٹھ کر تہجد نماز پڑھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس

نے میری خاطر شہوت چھوڑ کر میری یاد میں لگ گیا، اگر وہ چاہتا تو اپنے بستر میں سو جاتا۔ تیسرا آدمی وہ جو سفر میں ہو اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں۔ مگر وہ رات کے وقت اٹھ کر عبادت کرے اور پھر سو جائے اور فجر کے وقت مشکل کے باوجود خوشی کے ساتھ اٹھ جائے۔

استدلال: اس حدیث کے پہلے ٹکڑے سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فدائی حملے کا بہترین اجر اور ثواب بیان فرمایا ہے اور فدائی حملہ کرنیوالے کیلئے جنت کو لازم قرار دیا ہے۔

(۱۸) دلیل: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہمارا رب دو اشخاص کے بارے میں نصیحت کرتا ہے: ایک اس شخص کیلئے جو اپنے گرم اور نرم بستر سے نماز کے ساتھ محبت کی سے وجہ اٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتے ہیں میرے بندے کو دیکھو کہ اپنے بستر سے میرے ساتھ محبت اور مجھ سے خوف کی وجہ سے اٹھتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے جب اس کے ساتھی مغلوب ہو جائیں اور وہ جان لیں کہ ہم مغلوب ہوئے ہیں اسے دوبارہ رجوع کی امید بھی نہ ہو مگر وہ دوبارہ مڑ کر دشمن کے خلاف لڑئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرمائیں گے میرے بندے کو دیکھو جو جہاد کیلئے دوبارہ اس لئے مڑا کہ اس نے مجھ سے اپنی امید وابستہ کر رکھی ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہوا۔

(مسنداحمد:٦/ ٢٢ , ابن ابی شیبه :٥/ ٣١٣ واسناده صحيحٌ)

امام ابن النحاس الدمشقی الشہید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ولـولم يكن فى الباب الا هذا الحديث الصحيح لكفانا فى الاستدلال على فضل الانغماس (مشارع الاشواق : ١/ ٥٣٢)

اگر اس مسئلہ میں اس صحیح حدیث کے علاوہ اور کوئی حدیث نہ ہوتی تو تنہا یہ حدیث بھی اس بات پر کافی تھی کہ ایک مجاہد کو دشمن کے ایک ٹولے کے اندر گھس کر ان کے ساتھ لڑنا بڑا افضل عمل ہے۔

(۱۹) دلیل: سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے: جب لٹیرے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے اونٹوں کو بھگا کر لے گئے تو سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا کیا اور ان سے لڑے یہاں تک کے لٹیروں سے اونٹوں کو چھین لیا۔ (یہ طویل حدیث مسلم ۱۸۰۷ مسند احمد ۴/۵۲ وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے)

مطلب یہ کہ یہ حدیث بھی اس امر پر دال ہے کہ فدائی حملہ اسلام میں نہ صرف جائز بلکہ افضل ترین عمل ہے۔

(۲۰) دلیل: براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی کے پاس انصار کے کئی آدمیوں کو بھیجا، ان کا سردار عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ ابو رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو مدد کرتا تھا حجاز میں اس کا قلعہ تھا اس میں رہا کرتا تھا۔ خیر یہ لوگ جب اس قلعہ کے قریب پہنچے تو سورج ڈوب گیا تھا۔ لوگ اپنے اپنے جانوروں کو چرا کر لوٹ چکے تھے، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا، تم یہاں (قلعہ کے باہر) اس جگہ بیٹھے رہو، میں جاتا ہوں، اور دربان سے مل ملا کر قلعہ کے اندر جانے کی تدبیر کرتا ہوں، وہ آئے قلعہ کے درازے پر پہنچ کر کپڑا ڈھانک کر اس طرح بیٹھے، جیسے گویا رفع حاجت کر رہا ہوں، قلعہ کے لوگ سب اندر جا چکے تھے۔ دربان نے آواز دی او اللہ کے بندے تو اندر آتا ہے تو آ جا، میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں قلعہ داخل ہو گیا اور چھپ رہا، جب قلعہ والے سب اندر آ چکے تو دربان نے دروازہ بند کیا اور کنجیاں ایک کیل پر لٹکا دیں (دربان غافل ہو گیا) میں نے اٹھ کر کنجیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا (تاکہ بھاگتے وقت آسانی ہو) ادھر ابو رافع کے پاس رات کو داستان ہوا کرتی تھی وہ اپنے بالا خانوں میں بیٹھا تھا۔ جب داستان گو چل دیئے (ابو رافع لیٹ گیا) تو میں بالا خانے پر پڑھا، اور جس دروازے میں گھستا تھا۔ اس کو اندر سے بند کر لیتا تھا، میرا مطلب یہ تھا کہ اگر لوگوں کو میری خبر ہو جائے جب بھی

ان کے پہنچتے پہنچتے تک (دروازے توڑنے تک) میں ابورافع کا کام تمام کرڈالوں، خیر میں ابورافع تک پہنچا، وہ ایک اندھیری کوٹھڑی میں اپنے بال بچوں کے بیچ میں سورہا تھا مجھے اس کا ٹھکانہ معلوم نہ ہوا، گھر میں کہاں ہے؟ آخر میں پکارا، ابورافع، اس نے کہا کون ہے میں اسی طرف جھکا اور آواز پر تلوار کی ایک ضرب لگائی، میرا دل خوب دھک دھک کررہا تھا (دہشت بھرا تھا) اس ضرب سے کام نہ نکلا اور ابورافع چلایا، میں کوٹھڑی کے باہر آ گیا، تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر کوٹھری میں گیا اور میں نے (آواز بدل کر) پوچھا، ابورافع تم چلائے کیوں! وہ (مجھ کو اپنا آدمی سمجھ کر) کہنے لگا، ارے تیری ماں مرے ابھی ابھی کسی نے اس کوٹھڑی میں مجھ پر تلوار کا وار کیا، یہ سنتے ہی میں نے اس پر ایک اور ضرب لگائی، اگرچہ اب کے اس کو کاری زخم لگا، پر وہ مرا نہیں، آخر میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھی (اور خوب زور دیا) وہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی، جب مجھے یقین ہوا گیا کہ میں نے اس کو مار ڈالا، اس وقت میں لوٹا، ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا تھا۔ سیڑھیوں پر پہنچ کر اتر رہا تھا۔ میں سمجھا کہ اب زمین آ گئی، چاندنی رات تھی، میں گر پڑا، میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ مگر میں نے عمامہ سے اس باندھ لیا، اور وہاں سے چلتا ہوا (قلعہ کے باہر آ کر) دروازے پر بیٹھ گیا (میں نے اپنے دل میں) کہا میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک مجھ کو ابورافع کی موت کا یقین نہ ہوجائے، جب مرغ نے اذان دی (صبح ہوگئی) اس وقت قلعہ کی دیوار پو موت کی خبر دینے والا کھڑا ہوا، پکارنے لگا۔ (لوگوں) ابورافع حجاز کے سوداگر مر گئے یہ سنتے ہی میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور ان سے کہا جلدی بھاگو! اللہ نے ابورافع کو قتل کردیا۔ وہاں سے (بھاگتا ہوا) رسول اللہ ﷺ پہچا۔ اور تمام قصہ سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا، ذرا اپنا پاؤں پھیلاؤ! آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا مجھے اس معلوم ہوا جیسے اس پاؤں پر کوئی صدمہ نہیں ہوا۔ (صحيح البخاری: ٤٠٤)

خلاصہ: اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں لیکن ہم نے اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیئے۔ مذکورہ

احادیث اس امر پر دلیل ہیں کہ فدائی حملے اصحاب کرام کے زمانے سے جاری ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے بذات خود فدائی حملوں کی ترغیب دلائی ہے لہٰذا اسے ہلاکت کہنا حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

دوسرا مسئلہ: جہاد کے میدان سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے

مجاہد کو چاہیے کہ میدان جہاد سے فرار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ (الانفال: ۱۵-۱۶)

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے جہاد میں دُو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا۔ اور جو شخص ان سے اس موقع پر (مقابلہ کے وقت) پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کی تدبیر کرنے والا ہو یا (مسلمانوں کی) کسی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو تو بیشک وہ (میدان جنگ سے) اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

اجتنبوا السبع الموبقات قیل یارسول الله ﷺ وما هن؟ قال الشرك بالله والسحر وقتل النفس التی حرم الله الا بالحق واكل مال الیتیم واكل الرباء والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات (بخاری: ۶۸۵۷، مسلم رقم: ۸۹)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے اپنے آپکو محفوظ رکھو، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی چیزیں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا، جادو، سحر، اس آدمی کو قتل کرنا جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام

ٹھرایا ہے مگر حق کے ساتھ، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے فرار ہونا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا جو بے خبر ہوں۔

تیسرا مسئلہ: فرض کفایہ جہاد کب فرض عین ہوگا؟

فرض کفایہ جہاد اس وقت فرض عین ٹھہرتا ہے جب آدمی جنگ کے میدان میں اتر جائے، میدان میں اُترنے کے بعد جہاد سے فرار ہونا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اگر کسی کے کارتوس ختم ہو جائیں یا اس کا ہتھیار ناکارہ ہوا تو اسے چاہیے کہ وہ پتھر یا دوسری چیزوں سے اپنا دفاع کرے، اس کیلئے فرار حرام ہے۔ اگرچہ اسے یقین ہو کہ موت یقینی ہے۔

حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں مشرکین کی صف میں گھس جاوں اور قتل ہو جاؤں تو کیا میں جنت جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں جنت میں جاؤ گے۔ وہ شخص مشرکین کی صف میں گھس گیا اور ان کے ساتھ قتال شروع کیا، یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں قتل ہوا۔ (مشارع الاشواق: ۱/ ۵۷۰)

مذکورہ مسئلہ اس امر پر مبنی ہے کہ اگر میدان جہاد میں اس کا باقی رہنا دشمن کو نقصان پہنچتا ہو یا ان کے دلوں میں خوف کا باعث بنتا ہو تو پھر اس کیلئے میدان جہاد سے فرار حرام ہے، لیکن اگر کفار کو نقصان نہ پہنچتا ہو تو پھر اسے میدان سے نکلنا چاہیے تاکہ اپنے آپ کو بے جا ہلاکت میں نہ ڈالے۔

(مشارع الاشواق : ۱/ ۵۷۰ روضۃ الطالبین ۱۰/ ۲۴۹, والمغنی . ۸/.۴۸۵)

چوتھا مسئلہ: جہاد اور دوسری عبادات میں نیت معتبر ہے۔

چونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے تو مجاہد کو چاہیے کہ جہاد میں ثواب حاصل کرنے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

انماالاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی

(صحیح البخاری: ۱۰, مسلم: ١٥١٥ ابوداود,٦٥١ , والترمذی: ١٦٤٧)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر موقوف ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی نیت کی ہو۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

سئل رسول الله ﷺ عن الرجل يقاتل شجاعة ويقاتل حمية ويقاتل ريآءً أى ذلك فى سبيل الله ؟فقال رسول الله ﷺ : من قاتل لتكون كلمة الله هى العليافى سبيل الله (مسلم:١٩٠٤ والبخاری و الترمذی: ١٦٤٦ ,ابن ماجة: ٢٧١٣)

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی جہاد اپنی شجاعت دکھانے کیلئے کر رہا ہے کہ لوگ مجھے بہادر کہیں، یا قومیت کی خاطر یا دکھاوئے کی خاطر کونسا جہاد صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کا جہاد فی سبیل اللہ ہے جو دین کے سر بلندی کیلئے لڑے۔

پانچواں مسئلہ: جہاد پر اجرت لینا

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جہاد پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ جو ائمہ جہاد پر اجرت لینے کو جائز سمجھتے ہیں وہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ اپنے جہاد کو اجرت پر مشروط نہ کرے کہ اگر اجرت نہ ہو تو وہ جہاد نہیں کرے گا۔ اگر کسی کی نیت صرف پیسہ ہو تو اسے نہ ثواب ملے گا اور نا ہی اس کا جہاد صحیح ہوگا، اگر شہید ہو جائے تو شرعاً شہید نہ ہوگا۔ البتہ اگر جہاد کے میدان میں خلوص نیت سے حاضر ہوا اور اخلاص کے ساتھ جہاد کیا تو امید ہے کہ وہ شہید ہوگا۔ مگر احادیث میں جن صبح وشام اور گرد غبار کا اجر بیان ہوا ہے وہ اس سے محروم ہوگا کیوں کہ اس کے دل میں اخلاص بعد میں آیا ہے۔

ہاں اگر مجاہد اتنا غریب ہو کہ اپنے خرچہ کیلئے بھی اس کے پاس کوئی مال نہ ہو تو وہ پھر اپنا خرچہ کیلئے لے سکتا ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

للغازى اجرة وللجاعل اجره واجرالغازى (ابوداود:٣/ ٣٧ , والحديث صحيحٌ)

غازی کیلئے اپنا اجر ہے اور جو شخص اسے خرچہ دیتا ہے تو اس کیلئے خرچہ اور غازی کا اجر ہے۔

امام شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فیکون للغازی اجر سعیه وللجاعل اجران, اجر اعطاء المال فی سبیل الله واجر کونه سببا لغزو ذلك الغازی (عون المعبود: ١٠٩٧)

غازی کیلئے اُس کی کوشش کا اجر ہے اور خرچہ کرنے والے کیلئے دو اجر ہیں ایک فی سبیل اللہ خرچہ دینے کا اور دوسرا غزا کرنے کا جو یہ غازی سرانجام دیتا ہے۔

چھٹا مسئلہ: اگر کوئی شخص گھر سے جہاد کی نیت سے نکلا مگر راستے میں مرجائے تو وہ بھی شہید ہے

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْآ اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (الحج : ۵۸)

جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا پھر وہ لوگ (کفر کے مقابلے میں) قتل کیئے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ایک عمدہ رزق دے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے اچھا دینے والا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فی سبیل اللہ مجاہد کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو نماز میں زیاد کھڑا ہونیوالا اور روزہ رکھنے والا ہو، نماز اور روزہ اسے تھکا دئے، یہاں تک کہ وہ اپنے اہل وعیال کو لوٹ آئے غنیمت اور اجر کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ اسے فوت کردے اور جنت میں لیجائے۔(ابن حبان موراد الظمان: ١٥٨٤. مسلم : ١٨٧٨, والبخاری والنسائی :٦/١٧)

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من قُتل فی سبیل الله او مات فهو فی الجنة

(ابن ابی شیبة ورجاله ثقات والحاکم وصححه مشارع الاشواق: ۱/ ۶۵۱)

جو شخص اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا یا اپنی موت مرگیا وہ جنت میں ہوگا۔

فی سبیل اللہ مقتول اور اپنی موت پر مرنے والوں کے درمیان فرق

① اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کے زخموں کا ثواب زیادہ ہے، قیامت کے دن اس کے زخموں سے تازہ خون بہتا رہے گا جس کا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن خوشبو مشک و عنبر کی، اور جو مجاہد اپنی موت مرگیا ہو وہ اس طرح کا نہ ہوگا۔

② اللہ کی راہ میں مقتول شخص قیامت کے دن دنیا کو واپس جانے کی آرزو کرئے گا، مگر اپنی موت مرا ہوا مجاہد اس کی آرزو نہیں کرے گا۔

③ اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، مگر جو مجاہد اپنی موت پر مرا ہو وہ اس سے محروم ہے۔

④ مجاہد اپنی موت پر مرا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی لیکن مقتول فی سبیل اللہ کی (جہاد کے دوران شہید ہونے والے کی) نہ نماز جنازہ پڑھی جائیگی اور نہ ہی غسل دیا جاے گا۔

⑤ مقتول فی سبیل اللہ قبر کے فتنے سے محفوظ ہوتا ہے مگر اپنی موت مرا ہوا مجاہد اس سے محروم ہے۔

⑥ مقتول فی سبیل اللہ کی روح سبز پرندوں کی طرح ہوگی اور جنت میں اڑتی رہے گی۔ مگر اپنی موت پر مرا ہوا مجاہد اس طرح نہ ہوگا۔

شہادت کے امتیازات

① دوبارہ قتل ہونے کی تمنی کرنا۔

جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ:

جنت میں جانیوالوں میں سے شہید کے علاوہ کوئی شخص بھی یہ تمنا نہیں کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا کو میں جائے۔ مگر فی سبیل اللہ شہید یہ تمنا کرے گا کہ اسے دنیا میں بھیجا جائے اور دس بار اللہ کی راہ میں شہید کیا جائے، اس عزت اور مقام کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے بخشا ہے۔

(صحيح البخارى:٣/ ٢٠٨ مسلم: ١٨٧٧)

② فی سبیل اللہ شہید ہونا ان سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جو اللہ اور اس کے درمیان ہیں:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث میں ہے کہ جب ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

يارسول الله ارئيت ان قتلتُ فى سبيل الله اتكفر عنى خطاياى؟ فقال رسول الله ﷺ نعم, ان قتلت فى سبيل الله وانت صابر محتسب مقبل غير مدبر. ثم قال رسول الله ﷺ كيف قلت؟ قال ارء يت ان قتلت فى سبيل الله اتكفر عنى خطاياى؟ فقال رسول الله ﷺ نعم و انت صابر محتسب مقبل غير مدبر الا الدين فان جبريل قال لى ذلك(مسلم وغيره , مشارع الاشواق: ١/ ٧٢٠)

اے رسول اللہ ﷺ! مجھے بتاؤ کہ اگر مجھے اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے تو کیا میرے گناہ معاف کیئے جاینگے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تمہیں شہید کر دیا گیا اور تم صابر ہو اور ثواب کی نیت رکھتے ہو اور فرار ہونے والے نہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ اس سے دریافت کیا کہ تم نے کیا پوچھا تھا؟ اس نے کہا اے رسول اللہ ﷺ، مجھے بتاو کہ اگر مجھے اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے تو کیا میرے گناہ معاف کیئے جایں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شرط پر کہ تم ثواب حاصل کرنے والا، آگے بڑھنے والا اور پیچھے ہٹنے والا نہ ہو، مگر یہ کہ تم پر کسی کا قرض نہ ہو۔ کیونکہ جبریل علیہ السلام نے مجھے ایسا ہی کہا ہے۔

③ شہید پر فرشتے اپنے پر پھیلاتے ہیں:

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

میرے والد کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، جنکا مثلہ کیا گیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان کی لاش رکھی گئی تو میں نے اس کے چہرے سے چادر اٹھانے کا ارادہ کیا مگر قوم نے مجھے روکا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کی آواز سن لی جو کہ رو رہی تھی، کسی نے کہا کہ یہ عمرو کی بیوی، یا بیٹی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تم کیوں روتی ہو؟ فرشتوں نے اس پر اپنے پروں سے سایہ کیا ہوا ہے۔

(صحيح البخاری, كتاب الجهاد:٣/ ٢٠٨ ومسلم فی فضائل الصحابة. مشارع الاشواق:١/ ٧٢٢)

④ خالص فی سبیل اللہ شہادت جنت کو واجب کر دیتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے پہلے وہ تین اشخاص پیش کیے گئے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ پہلا شہید، دوسرا بھیک مانگنے سے اپنے آپکو بچانے والا، تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی ٹھیک عبادت کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہ ہو۔

(الترمذی : ٤/١٧٦ فی فضائل الجهادواحمد:٢/ ٤٢٥ , وفيض القدير: ٤/ ٣١٢ رقم: ٥٤١٩)

⑤ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں جنت میں سیر کرتی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تمہارے بھائی (احد) میں شہید ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھدیں اور وہ جنت کی نہروں میں ہیں اور جنت کے میوے کھاتی ہیں پھر عرش کے نیچے سونے کے پنجروں میں واپس آتی ہیں۔ (ابوداود: ٢٥٢٠ حديث صحيحٌ)

⑥ شہید سے قبر میں سوال وجواب نہیں ہوگا۔

راشد بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یہ کیا وجہ ہے کہ قبر میں

دوسرے مومنوں سے تو سوالات کئے جائینگے لیکن شہید سے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

سوال وجواب کی جگہ اس کے سر پر تلواروں کی چمک اور شور کافی ہے۔(النسائی : ٤/ ٩٩)

شہید اپنے رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

شہید اپنے اہل بیت کے ستر رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔ (ابوداود:٢٥٢٢ ,والموارد: ١٦١٢ , والسنن الكبرى للبيهقى:٩/ ١٦٤صحيح الجامع الصغير:٦/ ٣٤٢)

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ شہید کیلئے سات خصوصیات ہیں:

① شہید کا خون زمین میں گرنے سے پہلے اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔

② جنت کو اپنی قبر سے دیکھ لے گا۔

③ اسے ایمان کا لباس پہنایا جائے گا۔

④ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

⑤ قیامت کے بڑے خوف سے مامون رہے گا۔

⑥ اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

⑦ ستر خوبصورت اور سیاہ آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا۔اور اپنے گھرانے کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔

⑧ شہید خون خشک ہو جانے سے پہلے حوروں کو دیکھتا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے شہیدوں کا ذکر ہوا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: شہید کا خون زمین پر خشک ہونے سے پہلے پہلے دو حوریں اس کے قریب آجائینگی ان کے ہاتھوں میں دنیا و مافیہما سے بہتر جنت کا لباس ہوگا۔

(مصنف عبدالرزاق:٩٥٦١ , وابن ابى شيبة:٥/ ٢٩٠ , وابن ماجه ٢٧٩٨)

⑨ شہید شہادت پانے کے وقت چیونٹی کے کاٹنے کے برابر درد محسوس کرے گا۔

ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لایجدُ الشهید من مس القتل الا کما یجد احد کم من مس القرصة

شہید قتل کے درد کو چیونٹی کے کاٹنے کے برابر محسوس کرے گا۔(الترمذی: ١٦٦٨ ,والنسائی:٦/ ٣٦ ,وابن ماجه:٢،٢٨ ,والموارد:١٦١٣ ,واحمد فی المسند:٢/ ٢٩٧ والبیهقی:٩/ ١٦٤)

⑩ انبیاء علیہم السلام صرف نبوت کی وجہ سے شہید پر فضیلت رکھتے ہیں:

عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مقتولین تین طرح کے ہیں, ایک وہ جو اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کر رہا ہو یہاں تک کے دشمن ساتھ لڑ کر قتل کیا جائے، یہ وہ شہید ہے جو اللہ جل جلالہ کی جنت میں ہوگا عرش کے نیچے، اس پر انبیاء صرف نبوت کی وجہ سے درجہ میں فضیلت رکھتے ہیں۔(مشارع الاشواق: ٢/٧٦٣)

شہید کے ان دس خصوصیات کے علاوہ اور بھی ہیں لیکن اختصار کی خاطر ہم نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔

اٹھواں مسئلہ: جہاد کے آداب

شریعت محمدی ﷺ جس طرح کے فرائض، سنن اور مستحباب کا جامع ہے اسی طرح ہر نیک عمل میں آداب کا جامع ہے، چونکہ شریعت محمدی میں جہاد ایک چوٹی کی حیثیت رکھتی ہے لہٰذا اس کے بعض آداب شریعت کی روشنی میں ذیل بیان کئے جاتے ہیں۔

① اخلاص: اخلاص معنی یہ ہے کہ اپنا عمل شرک اور ریا کاری سے پاک رکھا جائے۔ اور مسلمان ہر دینی عمل میں اخلاص کو سب سے پہلے مدنظر رکھے، کیونکہ اخلاص بنیادی چیز ہے اور کوئی بھی عمل اخلاص کے بغیر قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (البینه : ٥)

حالانکہ لوگوں کو (کتب سابقہ میں) یہی حکم ہوا تھا کہ عبادت صرف اللہ کیلئے خاص رکھیں۔

حدیث قدسی میں ہے:

من عمل عملا اشرك فيه مع غيرى تركته و شركه (مسلم ٤/ ٢٢٨٩ من ابوهريره رضی اللہ عنہ)

جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا میں اسے اور اس کے شرک کو ترک کرتا ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

انما الاعمال بالنيات (صحيح البخارى: ٥٤, مسلم ١٥١٥)

تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

یہ دلائل اس بات پر واضح ثبوت ہیں کہ شرعی عمل میں نیت بہت ضروری ہے بالخصوص جہاد میں کیونکہ مجاہد میں ریا کاری بہت جلد داخل ہو جاتی ہے اس لیئے کہ جہاد شیطان پر ایک بڑا بوجھ ہے وہ اس کے بربادی کیلئے بہت زیادہ کوشش کرتا رہتا ہے۔

(۲) مجاہد کا تقوی دار ہونا ضروری ہے:

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ تنہا یہ کہ تقوی کا عام حکم دیا ہے بلکہ تقوی کی مدح بھی کی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا ہے کہ:

يَآَيُّهَا النَّبِىُّ اتَّقِ اللهَ وَ لاَ تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنفِقِيْنَ اِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے. بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ (احزاب: ۱)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین انسانوں کو تقوی کی وصیت فرمائی ہے:

وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللهَ (النساء: ۱۳۱)

اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

اسی طرح ہر نبی اپنی قوم کو تقوی کا حکم دیتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ (الشعراء:۱۰۸)

اللہ سے ڈرو او میری اطاعت کرو۔تقوی کی صفت اور مدح اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے۔

وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ(الاعراف: ۲۶)

تقوی کا لباس بہت بہتر ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ مجاہدین کو جہاد کیلئے رخصت کرتے تھے تو انہیں تقوی اپنانے کی وصیت فرماتے جیسا کہ بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول الله ﷺ اذا امـر امیراً علی جیش او سریة اوصاهُ فی نفسه بتقوی الله (مسلم : ۳۰/ ۱۳۵۷ , وجامع الاصول: ۲/ ۵۸۹)

رسول اللہ ﷺ جب کسی کو مجاہدین کا امیر بناتے تو اسے وصیت کرتے کہ اپنے آپ پر تقوی لازم کرو۔

تقوی کا مقدار: تقوی کا کم اندازہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے فرائض بجالائے اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھے کیونکہ یہی کام جنت کا موجب ہے۔

جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

ارأیت اذاصلَّیتُ المکتوبات وصمت رمضان واحللت الحلال وحرمت الحرام ولم ازد علی ذالك شیئًا ادخل الجنَّة ؟ قال نعم: (مسلم :۱/ ٤٤ وجامع العلوم لابن رجب ۱۷۹)

اے! محمد ﷺ مجھے اس بات سے اُ گاہ کیجئے کہ جب میں فرض نمازیں پڑھتا ہوں، رمضان کے روزے کو رکھتا ہوں، حلال کو حلال، اور حرام کو حرام سمجھتا ہوں اور اس میں اضافہ نہیں

کرتا ہوں کیا میں جنت میں داخل ہوں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

تقوی کا اعلیٰ مقدار: تقوی کا اعلی مقدار یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے تقوی اور پرہیزگاری میں اس حد تک پہنچ جائے کہ نوافل کا اہتمام کرے اور مکروہات سے اپنے آپ کو بچائے بلکہ ان مباحات سے بھی اجتناب برتے جن میں مکروہات کے داخل ہونے کا شبہہ ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

لایبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع مالا بأس به حذراً مِمَّا بأس به (رواه الترمذی وقال حسن غریبٌ تفسیرابن کثیر: ١٠/ ٤٠)

ایک آدمی اس وقت تک متقین کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ لاابالی چیزوں کو گناہ کے خوف سے چھوڑ نہ دے۔

③ مجاہدین کا ایک دوسرے کی عزت اور احترام کرنا:

یہ بھی جہاد کے آداب میں ہے کہ مجاہدین آپس میں ایک دوسرے کی عزت واحترام کریں خصوصاً جہاد کے امیر کی۔ جہاد کے امیر کو چاہیے کہ اپنے مجاہدین کو آپس میں عزت واحترام کرنے کی نصیحت کرے۔ معاذ بن انس الجہنی رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لان اشجع مجاهداً فی سبیل الله فاکفه علی راحلة عذوةٍ او روحةٍ احب الی من الدنیا ومافیها (ترتیب مسند احمد: ١٤/ ٥١)

جو شخص اللہ کی راہ میں ایک مجاہد کو جہاد کیلئے تیار کرے اور اس کی خدمت کرے۔ اس کی سواری کا انتظام کرے، صبح یا شام، یہ میرے لئے دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے مجاہدین کی آپس میں محبت، ہمدردی، امداد اور اسلامی اخوت ثابت ہوئی۔

④ مجاہدین کو چاہیے کہ امیر سے جہاد کیلئے بیعت کرنے کے وقت مستحکم اور مضبوط الفاظ سے بیعت کریں:

قتال سے پہلے مجاہدین کو چاہیے کہ اپنے امیر کے ساتھ اپنی طاقت کے مطابق جہاد فی سبیل اللہ موت پر

مضبوط عہد کریں اور اس بات پر قائم اور ڈٹے رہیں کہ جنگ کے وقت میدان جہاد سے فرار نہیں ہوں گے اور کسی وقت بھی غدر کا رارتکاب نہ کریں گے۔

جیسا کہ اصحاب کرام نے محمد ﷺ سے ایسی ہی بیعت کی تھی۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنایوم الحدیبیة الفاً واربع مائةً فبایعناه وعمر رضی اللہ عنہ اخذ بیده تحت الشجرة وهی سمرة وقال: بایعناه ألا نفر وعلی الموت وفی روایت علی الهجرة. والبیعة علی الاسلام والجهاد. وفی روایت مسلم عن ابن عمر رضی اللہ عنہ البیعة علی الصبر (صحیح مسلم:٣/ ١٤٨٣ والبخاری: ٢٩٦٠. ٢٩٦٢)

ہم حدیبیہ کے دن ''۱۴۰۰'' اصحاب تھے، ہم نے محمد ﷺ کے ساتھ بیعت کی، عمر رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ کے ہاتھ کو کیکر کے درخت کے نیچے پکڑا ہوا تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کے ہم فرار نہیں ہوں گے اور اس راہ میں مریں گے۔ اور مسلم کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے صبر کرنے کی بھی بیعت کی۔

اگر بیعت کے بارے میں تمام احادیث اکھٹی کی جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے محمد ﷺ سے یہ بیعت کرلی تھی کہ جب تک ہم دشمن پر فتح حاصل نہیں کرتے اس وقت تک صبر کرتے رہیں گے اور ان کے ساتھ قتال جاری رکھیں گے، اور اسی کو بیعت علی الموت کہتے ہیں۔

⑤ مجاہدین کیلئے ایک خصوصی نشانی (کوڈ) ضروری ہے تا کہ دوسروں سے ان کا تمیز ہو جائے۔

مجاہدین کو ایک ایسے کلمے کی ضرورت ہے جو صرف مجاہدین کو اس کا مطلب معلوم ہو او دوسرے لوگ اسے نہ سمجھ سکیں۔ یہ اس لئے کہ جب مجاہدین رات کی تاریکی یا دشمن کے ساتھ جنگ کے قت الگ الگ ہو جائیں تو ایک دوسرے کو اس خاص نشانی کے ذریعہ پہچان سکیں۔ اس میں بہت سے فوائد ہیں۔

پہلا یہ کہ مشرکین مجاہدین کے درمیان جاسوسی نہیں کر سکیں گے۔

دوسرا یہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے قتل سے بچ سکے گا کیوں کہ وہ خفیہ کلمہ سب کو یاد ہو گا اور

ضرورت کے وقت ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ یہ نشانی یا کلمہ صرف رات کے وقت کام آئے گا، مگر وہ اسرار یا الفاظ جو اپنے درمیان متعین اور مقرر کیے ہیں وہ ہر وقت اور ہر جگہ کام آئیں گے۔ اس خفیہ نشانی یا کلمہ کی صرف مجاہدین کو خبر ہونی چاہیے کسی اور کو نہیں۔ اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو دشمن کبھی بھی مجاہدین کے درمیان جاسوسی کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے گا ان باتوں پر دلیل مہلب بن ابی صفرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انَّ بيّتكم العدو فقولوا حم لاينصرون (جامع الترمذی: ١٦٨٢، فی الجهاد باب ماجاء فی اشعار, وابوداود: ٢٥٩٧ باب فی الرجل ینادی بالشعار, واحمد ٤/ ٦٥, ٥/ ٣٧٧)

اگر تم رات کے وقت دشمن سے جہاد کرتے ہو اور آپس میں گڈ مڈ ہو گئے تو " حم لاينصرون" پڑھو اس آیت کی معنی یہ ہے کہ اللہ کی قسم ان کے ساتھ تعاون نہیں کیا جائے گا۔ یا اس یہ معنی ہے کہ " اللهم لاينصرون" (عون المعبود:١١١٥)

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان نشانی قرآن کریم کی کوئی آیت ہوتی تھی۔

یہ دونوں حدیث اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ مجاہدین کے درمیان ایسے اسرار اور نشانی ہونی چاہئے کہ اسے جہاد کے وقت استعمال کر کے دوسروں سے متمیز ہو جائیں۔

⑥ جہاد کے وقت حماسی ترانے سننا چاہیے۔

یہ بھی سنت ہے کہ جب مجاہدین جہاد کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں تو اس طرح کے اسلامی اور حماسی ترانے سن لیں جن سے مجاہدین کے دلوں میں جہاد کا ولولہ اور جذبہ جوان ہو جائے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کے دن دیکھا کہ وہ خندق سے مٹی نکالتے وقت یہ شعر پڑھتے:

اللهم لولا انت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزلن سکینة علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

ان العدا قد بغا علینا وان ارادوا فتنةً ابینا

اے اللہ! جل جلالہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اور نہ ہی صدقہ دیتے۔ اور نہ ہی نماز پڑھتے ہم پر سکینہ (تسلی) اتار۔ اور ہمارے قدم کو مضبوط کر، اگر ہم دشمن کے خلاف قتال کرتے ہیں یقیناً دشمن نے ہم پر تجاوز کر لیا ہے۔ اگر وہ ہمیں گمراہ کرنے کا ارادہ کریں تو ہم انکار کرتے ہیں۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عربوں کی یہ عادت تھی کہ جنگ میں اشعار کہتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ دلوں میں خوش و جذبہ پیدا ہو جائے۔ اوپر مذکور شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے موقع پر اس لیئے پڑھے تھے کہ اصحاب کرام کے دلوں میں خوش و جذبہ پیدا ہو جائے۔

⑦ امیر کو چاہیے کہ مجاہدین کو کئی گروپوں میں تقسیم کر دے۔

یہ بھی جہاد کے کے آداب میں سے ہے کہ مجاہدین کو کئی دستوں اور گروپوں میں تقسیم کیا جائے اس میں یہ فائدہ ہے کہ مجاہدین کو سنبھالنے اور کنٹرول کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

غزوہ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور قبیلہ ھوازن کے لوگ آئے اور استدعا کی کہ ہمیں وہ مال، کنیز اور غلام واپس کر دیں جو جنگ میں آپ نے پکڑ لئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے انہیں خطاب فرمایا: اور کہا کہ تمہارے بھائی مجھ سے ملنے کیلیئے آئے تھے اور وہ توبہ تائب ہو چکے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی قیدیوں کو رہا کروں، اگر تم میں سے کوئی چاہتا ہے تو اس کام کو اچھا اور بہتر سمجھے اور اگر کوئی یہ کام نہیں چاہتا ہے تو اسے ان کا اپنا حصہ دیا جائے گا۔ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب آپ کے اس عمل کو اچھا اور بہتر سمجھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا آپ لوگ اپنے سرداروں سے

مشورہ کرلیں اگرانہوں نے بھی اجازت دے دی تو ٹھیک ہے، وہ اپنے سرداروں سے مشورہ کر کے واپس آئے اور آپ ﷺ کو کہا کہ وہ سب اس عمل پر خوش اور راضی ہیں۔

(البخاری: ۴۳۲۱ , فتح الباری۷/ ۳۴)

وجہ استدلال: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وھو ای العریف القائم بامر طائفة من الناسِ ,سُمِّی بذالك لکونه یتعرفُ امورھم حتّٰی یعرف بھا من فوقه عند الاحتیاج(فتح الباری : ۱۳/ ۱۶۸)

عریف لوگوں کے بڑے۔سردار کو کہا جاتا ہے،اسے عریف اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کے امور کو بہتر جانتا ہے حتی کہ اس شخص سے بھی زیادہ واقف ہوتا ہے جو وہ اس کا شدید ضرورت مند اور محتاج ہو۔

اس حدیث میں عریف سے وہ اشخاص مراد ہیں جو امیر اور کمانڈر کے مرتبے سے چھوٹے ہوتے ہیں، یعنی ایک چھوٹے دستے کا کمانڈ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

⑧ مجاہدین کا ایک اسلامی جھنڈا ہونا چاہیے:

یہ بھی مسنون طریقہ ہے کہ مجاہدین کا الگ ایک اونچا جھنڈا ہو، یہ رئیس الجیش کے ہاتھ میں ہوتا کہ اس بات پر دلیل ہو کہ کلمۃ اللہ ہمیشہ کیلئے اونچا اور کفر کا جھنڈا نیچا رہا ہے۔

اس پر سھل بن سعد رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا:

میں ضرور اس جھنڈے کو ایک ایسے آدمی کے حوالہ کر دیتا ہوں جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کرئے گا، یہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا ہوگا، اور اللہ اور رسول ﷺ اس کے ساتھ محبت کرنے والے ہوں گے۔پھر یہ جھنڈا علی رضی اللہ عنہ کو دیدیا۔(بخاری ۴۲۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وفی ھذه الاحادیث استحباب اتخاذ الالویة فی الحروب وانَّ اللواء یکون مع

الامیر (فتح الباری : ٦/ ١٢٩)

ان احادیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ جہاد کے وقت جھنڈے بنا لینا مستحب ہے اور چاہے کہ جھنڈا امیر کے ہاتھ میں ہو۔

⑨ مجاہدین کو اللہ کی پناہ ڈھونڈنا چاہیے:

جہاد کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجاہدین قتال کے وقت اللہ سے پناہ مانگیں اور اسی سے فریاد کریں۔ دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرتے وقت اللہ ہی سے مدد اور نصرت مانگیں۔

یہ نہ کہے کہ یا علی یا پیر بابا یا ہمیں فتح اور کامیابی نصیب فرما کیوں کہ یہ شرک ہے جب طالوت کی لشکر نے جالوت کے لشکر کو دیکھا تو یہ دعا پڑھی۔

ربنا افرغ علینا صبراً و ثبّت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین ﴿**فهزموهم باذن الله**﴾ **(البقرة : ٢٥٠)**

اے ہمارے پروردگار! ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمایئے اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ جہاد کے وقت بہت سی دعائیں مانگتے تھے اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں: پھر (طالوت والوں نے جالوت والوں کو) اللہ تعالیٰ کے حکم سے شکست دیدی۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم

جب تم اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہے تھے تو اللہ نے تمہاری دعائیں قبول کیں۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاد کے وقت یہ دعا فرماتے:

اللهم انت عضدی و نصیری بك احول ولك اصول و بك اقاتل (جامع الاصول: ٥٧١٢ رواه احمد وابوداود والترمذی)

اے اللہ تم ہی میرے مضبوط کرنے والے اور مدد کرنے والے ہیں، تمہاری مدد سے دشمن کی مکر

وفریب کوختم کر دیتا ہوں، اور تمہارے تعاون سے دشمن پر حملہ کرتا ہوں، اور تمہارا نام لے کر دشمن کے ساتھ جنگ کرتا ہوں۔

⑩ کفار کو اسلام کی دعوت قتال سے پہلے دو:

جہاد کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر انہیں اسلام کی دعوت نہیں پہنچی ہو تو جنگ سے پہلے انہیں اسلام کی طرف دعوت دینا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذالـقيت عدوك فادعهم الى ثلاثٍ خصالٍ ادعهم الى الاسلام فان اجابوك فكف عنهم و اقبل منهم(مسلم: ۱۷۳۱, جامع الاصول: ۲/ ۵۸۹ رقم ۱۰۷۳)

جب دشمن سے تمہارا آمنا سامنا ہو جائے تو تین امور کی طرف انہیں دعوت دو، پہلا یہ کہ اسلام قبول کریں اگر انہوں نے اسلام قبول کیا تو پھر ان سے جنگ مت کرو اور ان سے پیچھے ہٹ جاؤ۔

فائدہ: موجودہ زمانے میں ایسی دعوت کی ضرورت نہیں کیونکہ عصر حاضر میں تبلیغ کے اسباب اور وسائل بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً ٹیلیفون، ریڈیو، فیکس، انٹرنیٹ، کیسٹیں، قرآن کریم، مجلّات، رسالے اور دیگر لٹریچر، یہ سب کے سب تبلیغ کے اسباب و وسائل ہیں اور تمام کفریہ ممالک میں پہنچ چکے ہیں، یہ اس وقت ہے کے کفار نے مسلمانوں پر حملہ نہ کیا ہو، اس وقت تو امریکہ برطانیہ اور ان کی حمایتی ہمارے وطن، ناموس، اسلام اور عزت پر قابض ہیں۔ اب ان کیلئے صرف، بم، راکٹ، کلاشنکوف اور دیگر مہلک ہتھیار کا استعمال کرنا دعوت ہے، وہ اس کے علاوہ یہ شرافت کی زبان نہیں جانتے ہیں۔ اسی طرح ان کے کٹھ پتلی اور غلاموں حکمران چاہے وہ صدر ہو یا وزیراعظم ان کا قتل کرنا بھی ہر مسلمان مجاہد پر واجب ہے کیونکہ یہ مرتد دائرۂ اسلام سے نکل چکے ہیں۔ ان کے علاوہ جہاد کے اور آداب بھی ہیں۔ لیکن جن کا تذکرہ ہم نے کیا وہ بہت اہم ہیں باقی ماندہ آداب کو اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

(۹) مسئلہ: جہاد کے دوران، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور معذور لوگوں کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔
اسلام عدل اور رحمت کا دین ہے ہر وقت اور ہر جگہ عدل کا خواہاں ہے، لہٰذا مجاہدین کیلئے جائز نہیں کہ جنگ کے دوران بوڑھوں، عورتوں اور چھوٹے بچوں پر ہاتھ اٹھائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ الٰہی ارشاد ہے:

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

(البقرة: ۱۹۰)

اور تم تجاوز مت کرو بیشک اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت میں یہ بیان ہوا کہ کفار کے ساتھ قتال میں تجاوز اور تعدی نہ کیا جائے، یعنی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے کیوں کہ وہ قتل کے اہل نہیں ہے۔ (الجامع الاحکام القران: ۲/ ۳٤۸)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ:

ایک غزوہ میں کوئی عورت قتل کی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر اپنی ناراضی کا اظہار کیا اور اس کام کو بُرا مانا۔ (البخاری: ۳۰۱٤)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اجمع العلماء علی العمل بھذا الحدیث و تحریم قتل النساء و الصبیان ما لم یقاتلوا فان قاتلوا قال جماھیر العلماء یقتلون (شرح مسلم للنوی: ۱۲/ ٤۸)

علمائے امت کا اجماع ہے کہ اس حدیث پر عمل کرنا ضروری اور لازمی ہے، جنگ کے وقت ہر مسلمان پر کافر بوڑھوں، عورتوں، بچوں اور دیگر معذور لوگوں کا قتل کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہیں تو ان کا قتل کرنا جمہور کے نزدجائز ہے۔

فائدہ: جب تک عورتیں بوڑھے اور بچے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک نہ ہوں تو ان کا قتل کرنا مسلمانوں پر حرام ہے لیکن اگر انہوں نے مجاہدین کے خلاف جنگ میں شرکت کی تو پھر ان کا قتل کرنا

بھی ضروری ہے، جیسا کہ آج کل کے زمانے میں کفری فوج میں بڑی تعداد میں عورتیں موجود ہیں اور مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں برابر کی شریک ہیں۔

اسی طرح بوڑھے بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ میں برابر کے شریک ہیں ان کا قتل کرنا بھی لازمی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں اس طرح کے بوڑھوں کے قتل کے بارے میں آیا ہے:

اقتلوا شیوخ المشرکین (الترمذی و مشکاۃ المصابیح :۲/ ۳۸٦)

مشرکین کے بوڑھوں کو قتل کر ڈالو کیونکہ وہ اپنے جوانوں کے مشیر ہیں۔

فائدہ: وہ عورتیں جو امریکی یا انگریزی فوج کیلئے جاسوسی کا کام انجام دیتی ہیں، یا ان کے ساتھ، این جی اوز میں کام کررہی ہیں۔ یا ان کے بیرکوں میں جا کر ان سے بدفعلی کا ارتکاب کرتی ہیں وہ بھی واجب القتل ہیں، ہر مجاہد پر اس طرح کی عورتوں کا قتل کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ وہ زنا کار اور کفار کی حمایتی ہیں، اسی طرح وہ عورتیں بھی واجب القتل ہیں جو ان کفار کے ساتھ ملتی ہیں اور ان کیلئے جاسوسی کرتی ہیں اور زنا کا ارتکاب کرتی ہیں۔

(۱۰) مسئلہ: اگر کفار نے مسلمانوں کے کسی گاؤں میں ڈیرہ ڈالا ہو تو اس گاؤں پر بھی حملہ کرنا جائز ہے۔ اگر کفار نے مسلمانوں کے گاؤں اور رہائشی علاقوں میں مورچے بنائے ہوں تو ان کے نکالنے کیلئے اس گاؤں پر حملہ کرنا اور راکٹ برسانا جائز ہے اگرچہ اس حملے میں مسلمانوں کے گھروں کو نقصان پہنچ جائے یا مسلمانوں کے بچے، مال دولت اور دوسرے افراد مارے جائیں۔

شہید عبداللہ عزام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اذا اتخذ الکفار اسری المسلمین کترس امامهم و تقدموا لاحتلال بلاد المسلمین یجب قتال الکفار ولو ادی الی قتل اسری المسلمین(موسوعة الذخائر العظام:۱/ ۱۲٦)

اگر کفار نے مسلمان قیدیوں کو اپنے لئے ڈھال بنایا یا انہیں آگے کرکے ان کے ذریعہ مسلمانوں کے علاقوں پر قابض ہوئے ہیں تو اس صورت میں کفار کے ساتھ جنگ اور قتل کرنا

واجب ہے اگر چہ یہ مسلمان بھی قتل کئے جائیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بل لوفیهم (الكفار) قوم صالحون من خيار الناس ولم يمكن قتالهم الا بقتل هولاء لقتلوا ايضاً فان لائمة متفقون على ان الكفار لو تترسوا باسرى المسلمين وخيف على المسلمين اذالم يقاتلوا فانه يجوز ان نرميهم و نقصد الكفار و لو لم تخف على المسلمين جاز رمى اولئك المسلمين وذلك لان حماية بقيةالمسلمين من الفتنة والشرك وحماية دينهم وعرضهم ومالهم اولى من ابقاء بعض المسلمين احياء وهم الاسرى فى يد الكفار المتترس بهم (مجموع الفتاوى: ۲۸/ ۵۳۷)

اگر کفار کے درمیان نیک لوگ بھی موجود ہوں لیکن ان کے قتل کئے بغیر کفار کے ساتھ قتال ناممکن ہوتو ان نیک لوگوں کو بھی قتل کرنا چاہیے، کیونکہ دین کے تمام ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کفار مسلمان قیدیوں کو اپنے لئے ڈھال بنائیں اور مسلمان ان کے قتل کرنے سے ڈرتے ہو تو مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ توپ، راکٹ اور دوسرے ہتھیار سے فائرنگ کرتے وقت کفار کے قتل کی نیت کریں اور مسلمانوں کے قتل ہونے کا خوف نہ کھائیں۔ کیوں کہ دوسرے مسلمانوں کی حمایت اوران کے مال کی حفاظت ان قیدیوں کی زندگی سے زیادہ اہم ہیں جن کو کفار نے ڈھال بنایا ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ بھی ایک شرعی قاعدہ ہے کہ خاص ضرر کے ارتکاب سے عام ضرر کا دفع کرنا بھی جائز ہے۔ (موسوعة الذخائر العظام : ۱/ ۱۰۲٤)

(۱۱) مسئلہ: امریکیوں کے ساتھ کام کرنے والے، ان کے ترجمان، ان کے حمایتی خواہ وہ کسی بھی زبان یا کسی بھی ملک کے ہو۔ ان کی فوج ہو یا پولیس سب کے سب مرتد اور واجب القتل ہیں۔

اگر چہ یہ مسئلہ موالات کی بحث میں گذر گیا ہے لیکن وہ لوگ جو کفار کے ساتھ صف میں کھڑے ہوں خواہ وہ پولیس ہو یا فوجی یا کوئی ترجمان اور صحافی وہ واجب القتل ہیں۔ اگر چہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو

اور دل سے ان کے ساتھ نہ ہو پھر بھی واجب القتل ہیں، اس پر دلیل یہ ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ مجھے بہ زور وزبردستی جنگ میں دھکیل دیا گیا تھا میں دل سے نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اما ظاهرك فكان علينا واما سريرتك فالى الله (مجموع الفتاوى: ٥٣٧/٢٨)

تمہارا ظاہر تو یہی ہے کہ تم نے ہم پر حملہ کیا ہے اور ہم تمہارے ساتھ کفار کی طرح سلوک کریں گے۔ رہا تمہارا اندرونی معاملہ ہم نے اس کو اللہ کے حوالہ کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اذا رايتمونى بينهم والمصحف على راسى فاقتلونى (موسوعة الذخائر العظام: ١٠٢٥/١)

اگر تم نے مجھے کفار کی صف میں دیکھا اور قرآن میرے سر پر رکھا ہوا ہو تو مجھے پہلے قتل کرو۔

جب کوئی فوجی اور پولیس کفار کے ساتھ خلوص کے ساتھ کام کرتا ہے اور ان کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف تعاون کرتا ہے تو یہ مرتد ہے اسے امریکیوں سے پہلے قتل کرنا چاہیے۔

(۱۲) مسئلہ: بے دین حکومتوں، بے دین حکمرانوں اور بے دین فوج کے خلاف بھی جہاد فرض ہے۔

اس سے پہلے کہ اس مسئلے پر روشنی ڈالیں یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ موجودہ کفری اور طاغوتی حکومتیں مثلاً افغانستان، عراق یا کسی بھی ملک کی حکومت جو امریکہ اور برطانیہ کے تعاون سے بنی ہوئی ہیں ان کے کٹھ پتلی اور بغل بچے ہیں۔ اس طرح کی حکومتوں کے کفر کے بارے میں مستقل کتاب لکھنے کی ضرورت ہے، میں نے طاغوتی حکومتوں کے بارے میں الگ کتاب لکھنے کا ارادہ کرلیا ہے (ان شاء اللہ) بہت جلد قارئین ہاتھوں میں ہوگی۔ میں یہاں بعض اہل علم حضرات کے اقوال بیان کرتا ہوں جنہوں نے اس طرح کی حکومتوں کے خلاف جہاد کو فرض قرار دیا ہے۔

(۱) امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ المتوفی ۳۷۰ھ آیت:

فَلاَ وَ رَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُوْا فِیْٓ

اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَ يُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا (النساء: ٦٥)
کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وفی هذه الآية دلالة علی ان من رد شيئًا من اوامر الله تعالی او اوامر رسوله صلی الله عليه وسلم فهو خارج من الاسلام سوآء رده من جهة الشك فيه او من جهة ترك القبول والامتناع وذلك يوجب صحة ما ذهب اليه الصحابة فی حكمهم بارتداد من امتنع من اداء الزكاة وقتلهم وسبی ذراريهم لان الله تعالی حكم بان من لم يسلم للنبی صلی الله عليه وسلم قضاءه وحكمه فليس من اهل الايمان(احكام القران للجصاص: ٢/ ٣٠٢)

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جب کوئی شخص اللہ کے اوامر میں سے کسی امر کو مسترد کرے یا رسول اللہ ﷺ کے کسی امر سے اعراض کرے تو یہ شخص اسلام سے خارج ہو گیا ہے، خواہ اس کا یہ اعراض اور انکار اس کے شک کی وجہ سے ہو یا منع کے شکل میں۔ یہ آیت اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے اس فیصلے کی صحت بھی تائید کرتی ہے جنہوں نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کرنے اور انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے صریح حکم صادر فرمایا ہے کہ جس بندے نے اپنا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کو حوالہ نہ کیا وہ مومن نہیں ہے۔

وجہ استدلال: ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کا یہ بیان آج کے زمانے کے طاغوتی نظام پر بالکل فٹ ہوتا ہے کیوں کہ یہ شرعی فیصلہ کو نہ صرف یہ کہ مانتے نہیں بلکہ اسے ظلم قرار دیتے ہیں۔ اور کچہری، کورٹ کے قوانین کو جو قرآن اور سنت کے خلاف بنائے ہوئی ہیں اس کو مانتے ہے۔ اور اسلامی فیصلے کو مسترد کرتے ہیں۔ یہی حالت افغانستان میں ہے وہاں کٹھ پتلی حکومت اسلام کا مذاق اڑا رہی ہے۔ مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے ہیں وہاں موجود امریکہ اور اس کی اتحادی فوجیں قرآن کریم کی بے حرمتی کرتی ہیں اور مسلمان عورتوں کی عزتیں پامال کرتی ہیں مگر نام نہاد مرتد قاضی اور دیگر مرتدین جو اپنے آپ کو مسلمان

اورمجاہدین کے لیڈر کہتے ہیں ان ہی کفار کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں اورانہیں اپنادوست سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں پرامریکیوں سے پہلے ان کو ہلاکت کرنا ضروری ہے۔(قاتلهم الله)

(۲) امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وقد اجمع العلمآء: ان من سب الله عز وجل او سب رسوله صلى الله عليه وسلم اودفع شيئًا انزله الله اوقتل نبيا من انبياء الله وهو مع ذلك مقر بماانزل الله انه كافر (التمهيد: ٤/ ٢٢٦)

تمام علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ کوئی بھی آدمی اللہ اوراس کے رسول ﷺ کو گالیاں دے یا اللہ جل جلالہ کا کوئی حکم نہ مانے، یا کسی نبی کو قتل کرڈالے مگراس کے باوجود پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے اورشریعت کا اقرار کرے وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔

(۳) ابن کثیر رحمہ اللہ سورہ نساء آیت نمبر ۵ ﴿افحكم الجاهلية يبغونَ﴾ کے تحت لکھتے ہیں:

ينكرتعالى على من خرج عن حكم الله المحكم المشتمل على كل خير الناهى عن كل شرو عدل الى ماسواه من الاراء والاهواء والاصطلاحات التى وضعها ارجل بلامستند من شريعة الله كما كان اهل الجاهلية يحكمون به من الضلالات والجهالات مما يضعونها بآرائهم واهواء هم وكمايحكم به التتار من السياسات الملكية الماخوذة من ملكهم جنكيز خان الذى وضع لهم السياق وهو عبارة من كتاب مجموع من احكام قد اقتبسها من شرائع شتى من اليهودية و النصرانية والملة الاسلامية،يقدمونها على الحكم بكتاب الله وسنة رسوله فمن فعل ذلك منهم فهو كافريجب قتاله حتى يرجع الى حكم الله ورسوله فلايحكم سواه فى قليل ولا كثيرقال الله تعالى:﴿افحُكمَ الجاهلية يبغون﴾(ابن كثيرة:٢/ ٥٦٠)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کرتے ہیں جو اللہ کے اس محکم فیصلے سے اعراض کرتے ہیں جو

تمام خیر پر مشتمل، اور ہر طرح کے شر کا مانع ہے۔اس قانون کی طرف رخ کرتے ہیں جو لوگوں نے اپنی آرا سے بنایا ہے، اس پر کوئی مستند شرعی دلیل موجود نہیں۔جیسا کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ اپنے گمراہ کن اور خود ساختہ قانون پر فیصلے کرتے تھے اور اپنی خواہشات کے مطابق بنا رکھا تھا، یا ایسا قانون جو تا تاریوں نے بنایا تھا اور اسی پر اپنے فیصلے کرواتے تھے۔تا تاریوں نے قانون اپنے بادشاہ چنگیز خان سے حاصل کیا تھا اور چنگیز خان نے یہ قانون یہودیت نصرانیت اسلام اور دوسرے شریعتوں کو ملا کر بنایا تھا۔ جو لوگ انگریزی اور امریکی قانون پر عمل کرتے ہیں یا اسمبلی بنائے ہوئے آئین پر فیصلے کراتے ہیں وہ کسی شک اور شبہ کے بغیر مرتد ہیں اور ان کا قتل کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔اللہ اور رسول کے قانون کے علاوہ کوئی بھی فیصلہ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا نہیں کیا جا سکتا۔کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿**افحکم الجاهلية يبغون**﴾ کیا وہ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں۔؟

(۴) امام ابن کثیر رحمہ اللہ سورہ نساء آیت نمبر ۵۹ میں:

اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) کے تحت کہتے ہیں: فدل علی من لم یتحاکم فی محل النزاع الی الکتاب والسنة ولایرجع الیهما فی ذالك فلیس مؤمنا بالله ولاباليوم الاخر (تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۳۱۳)

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جس شخص نے تنازعہ کے وقت اپنا فیصلہ قرآن کریم اور نبوی احادیث کی روشنی میں حل نہ کیا بلکہ کسی اور قانون کی طرف رجوع کیا وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا یعنی وہ مؤمن نہیں۔

(۵) شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا:

عمایحکم به اهل السوالف من البوادی وغیرهم من عادات الآباء والاجداد هل یطلق علیهم بذلك الکفر بعد التعریف . فاجاب من تحاکم الی غیر کتاب الله

وسنة رسول بعد التعريف فهو كافر قال تعالى:﴿**ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئک هم الکافرون**﴾ وقال تعالى:﴿**افغير دين الله يبغون......الخ**﴾

(الدر السنية فى الاجوبة النجدية : ٨/ ٢٤١)

وہ سلف صالحین جوگاؤں دیہاتوں میں رہتے ہیں اور وہ (قرآن اور حدیث) سے باخبر ہونے کے باوجود پھر بھی اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے فیصلے ان کی عادات اور رواج کے مطابق کراتے ہیں کیا ان پر کفر کا اطلاق ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: جولوگ قرآن وحدیث کو جاننے کے باوجود پھر بھی اپنے فیصلے اسلام کے مقدس دین کے علاوہ کسی اور قانون کی طرف لے جاتے ہیں وہ کافر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے: جولوگ اللہ کے نازل کردہ قرآن پر فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ دوسری آیت میں فرماتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے علاوہ دوسرا دین تلاش کرتے ہیں۔

(٦) ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

ومن استحل ان يحكم بين الناس بماراه هوعدلاً من غيراتباع بمانزل الله فهو كافرا (الدر السنية : ٨/ ٢٧٣)

اور جو شخص بھی اللہ کے نازل کردہ کتاب کے علاوہ لوگوں کے درمیان فیصلے کو جائز اور عدل و انصاف پر مبنی سمجھتا ہے۔ وہ کافر ہے۔

مختصر یہ کہ ہم نے علمائے کرام کے یہ اقوال اس آیت کے تحت اس غرض کیلئے نقل کیے کہ مذکورہ علمائے کرام نے بھی اسطرح کے حکمرانوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تاتاری حکومت کے خلاف جو اس وقت پاکستان اور افغانستان کی موجودہ حکومتوں کی طرح تھی جہاد کا اعلان کیا اور کہا:((اذا رأيتموني بينهم والمصحف فوق رأسي فاقتلوني)) اگر تم مجھے ان کے درمیان پاؤ تو مجھے بھی قتل کرڈالو اگرچہ میں نے سر پر قرآن کیوں نہ اٹھا رکھا ہو۔

یہ بات اس چیز کی دلیل ہے کہ ہر وہ قانون اور آئین جو قرآن اور سنت کے خلاف ہو اس کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے اور جو انتظامیہ اس غیر شرعی قانون کی پشت پناہی کر رہی ہو اس کو نیست و نابود کرنا فرض عین ہے کیونکہ اس انتظامیہ سے وابستہ سب لوگ مرتد اور کافر ہیں۔ ہوسکتا ہے بعض افراد ہمیں تکفیری گروہ سے منسلک سمجھیں لیکن ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم تکفیری نہیں بلکہ یہ قرآن کریم اور نبوی احادیث کا حکم ہے کہ ایسی انتظامیہ کافر اور مرتد ہے، ہم مجبور ہیں کہ قرآن کریم اور نبوی احادیث کو مانتے ہوئے اس طرح کا فیصلہ صادر کریں اور قیامت کے دن بڑی رسوائی سے نجات حاصل کریں۔ اگر قرآن کریم اور نبوی سنت سے ہٹ کر قوم، قبیلہ یا رسم ورواج کے فیصلے کفری ہیں تو کیا امریکی اور انگریزی قانون پر فیصلہ کرنا کفر نہیں؟ کیا اس انتظامیہ کے خلاف جہاد فرض عین نہیں جو اس انگریزی قانون کی پشت پناہی کر رہی ہو؟ کیا انگریزوں اور امریکیوں سے پہلے اس طرح کی انتظامیہ کا خاتمہ ضروری نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿قاتلوا الذين يلونكم من الكفار﴾ کے عین مطابق سب سے پہلے اس طرح کی انتظامیہ کا خاتمہ اور قلع قمع کرنا بے حد ضروری ہے۔ کیوں کہ مجاہدین کے خلاف امریکی اور دوسری کفری ملکوں کے افواج کی پشت پناہی اور تعاون کر رہی ہے، آپ خود سوچ کر جواب دیجئے کہ کیا اب بھی یہ واجب القتل نہیں۔؟ (لا حول ولا قوة الا بالله)

فائدہ: مجاہدین کے قائد کیلئے مندرجہ ذیل اوصاف لازمی ہیں:

① شیر کی طرح دلیر ہو اور کسی بھی وقت بزدلی نہ دکھائے۔

② دشمن کے خلاف چیتے کی طرح جرأت اور بہادری سے لڑے اور اس کے سامنے سر نہ جُھکائے۔

③ دشمن پر بالکل بھیڑے کی طرح حملہ اور ہو جائے اگر دشمن ایک طرف سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے تو دوسری جانب سے حملہ اور ہو جائے۔

④ ہتھیار اٹھاتے وقت چیونٹی کی طرح ہو جو اپنے وزن سے زیادہ وزن اٹھاتی ہے۔

⑤ مظبوطی میں پتھر جیسا ہو جو اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔

⑥ صبر میں گدھے کی طرح ہو جس پر جتنا بار رکھا جاتا ہے وہ صبر کرتا ہے۔

⑦ دشمن کے پکڑنے میں شکاری کتے کی طرح ہو جو اپنے شکار کو آگ سے بھی نکالتا ہے۔

(تهذيب مشارق الاشواق: ٣٩٠)

(۱۳) مسئلہ: توریہ کرنا:

جب مجاہدین جہاد کیلئے جاتے ہیں تو انہیں توریہ کرنا چاہیے تا کہ کسی کو ان کے جانے کی خبر نہ ہو۔ مثلاً اگر صوبہ کنڑ میں فوجی چھاؤنی پر حملہ کرنے کیلئے جا رہے ہیں تو یہ کہہ کر چلے جائیں کہ ہمیں جلال آباد میں کسی دوست نے کھانے کی دعوت دی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتے تو دوسری جگہ کا نام لیتے۔

(صحيح البخارى: ٤/ ٦/ مسلم: ٦/ ٢١٢٨)

(۱۴) حملے سے پہلے دشمن کا حال واحوال معلوم کرنا:

دشمن کے مورچوں پر حملے سے پہلے معلومات حاصل کرنے کیلئے جاسوس بھیجنا سنت نبوی ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جاسوس وہاں جا کر خوف و ہراس پھیلاتا ہے اور دشمن جگہ چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ دشمن فوجیوں کے ٹھکانوں کے اردگرد کا حال واحوال معلوم کر کے مجاہدین کو بتاتے ہیں تا کہ مجاہدین کیلئے ان پر حملہ کرنا آسان ہو جائے۔

(۱۵) جہاد کے امیر پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت قرآن کریم اور نبوی احادیث کی روشنی میں جہاد کے فضائل، آداب اور دیگر معلومات بیان کرتا رہے، اس طرح جہاد کے متعلق کتابیں، رسالے، اور دیگر لٹریچر انہیں فراہم کرے تا کہ ان کے پڑھنے سے مجاہدین کا ایمان مزید مظبوط ہو اور ان کے پاؤں میں استقامت پیدا ہو۔

(۱۶) مسئلہ: دشمن کے ساتھ آمنا سامنا ہونے کی خواہش نہ کرنا۔

دشمن کے ساتھ یعنی امریکہ، انگریز اور روسیوں کے ساتھ جنگ چھڑ جانے کی خواہش نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

تم دشمن کے ساتھ جنگ چھڑنے کی خواہش مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔ مگر جب جنگ چھیڑ جائے تو صبر اور استقامت سے کام لو۔(صحیح البخاری: ٦١٤ مسلم ١٣٦٢/٣)

(۱۷) مسئلہ: رسول اللہ ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے یعنی جنگ کے وقت جب کوئی کافر مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے تو اس کی ناک، کان وغیرہ اعضا نہ کاٹے جائیں اسی طرح اسے آگ میں جلانا بھی حرام ہے، لیکن آج کل جو امریکی فوجی مسلمانوں پر لیزر اور آتشی بم استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا لیتے ہیں تو انہیں عبرت اور ڈرانے کی خاطر مسلمان مجاہدین کے لئے جائز ہے کہ انہیں پکڑ کر ذبح کر دیں اور ان کے سروں کو تن سے الگ کر دیں تاکہ اس حالت کو دیکھ کر دوسرے کفری فوجی افسراد ڈیوٹی چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن کریم میں فرمایا ہے:

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ماعتدی علیکم

جب تم پر کوئی تجاوز کرے تم بھی ان پر ان کی تجاوز کے برابر تجاوز کرو۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ:

فاما تَثقفَّنهم فی الحرب فشرد بهم من خلفهم

یہ دونوں آیتیں اس بات پر دلیل ہیں کہ کفر کے سپاہی کو ایسی موت قتل کیا جائے کہ دوسرے سپاہیوں کیلئے عبرت بن جائے اور وہ مسلمانوں پر ظلم وستم سے باز آجائیں۔(المغنی : ۱۰/ ٥٦٥)

(۱۸) مسئلہ: دشمن فوجیوں کا ساز وسامان:

دشمن سپاہی کا ساز وسامان مثلاً ہتھیار، پتلون، لباس اور دوسرے اشیا کا حق دار وہی مجاہد ہے جس نے کافر سپاہی کو قتل کر ڈالا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کو اس کافر لٹیرے کا سارا

سامان دیدیا جسے اس نے قتل کرڈالا تھا۔ (الروضة للنوی: ٣٧٢/٦)

(١٩) مسئلہ: مجاہدین نے جنگ کے وقت کفار سے جتنا مال غنیمت کے طور پر حاصل کیا ہو اسے پانچ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے۔ ان پانچ حصوں میں سے چار حصے مجاہدین کو دیئے جائیں اور باقی ایک حصہ بیت المال میں رکھا جائے۔

(٢٠) مسئلہ: اگر مجاہدین کسی کافر سپاہی یا اس مسلمان سپاہی کو جو کافر فوجیوں کے کمانڈ کے تحت مجاہدین کے خلاف لڑتا ہے پکڑلیں تو مجاہدین کے امام (امیر) کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اسے ہلاک کردے یا فدیہ لے کر آزاد کردے۔ (المجموع شرح المهذب: ١٨/ ١٠٢ والمغنی: ١٠/ ٤٠٠)

(٢١) مسئلہ: مسلمانوں پر قطعی حرام ہے کہ وہ کفار کو ہتھیار فروخت کریں، جس مسلمان مجاہد نے ایسا کام کیا وہ شدید ترین عذاب کا مستحق ہے، مسلمانوں کے امیر کو چاہیے کہ اسے ایسی سزا دئے کہ اسے دیکھ کر کوئی اور مسلمان اس طرح کی گھناؤنی حرکت نہ کرسکے۔ (اثار الحرب: ٥١٢)

انتباہ: جو لوگ امریکہ اور اس کے اتحادی افواج کو ہتھیار فراہم کرتے ہیں یہ مرتد اور واجب القتل ہیں کیوں کہ یہ کام ان کے ساتھ دوستی اور مسلمانوں کے خلاف ان کے ساتھ جنگی تعاون ہے۔ جن لوگوں نے اپنا ہتھیار انہیں یا ان کی کٹھ پتلی حکومت کو فراہم کیا تو یہ لوگ مرتد اور واجب القتل ہیں کیونکہ یہ تمام مجاہدین کے ہتھیار ہیں اور کلمۃ اللہ کے اعلاء کیلئے خریدا گیا ہے، لیکن وہ اس ہتھیار کو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف استعمال کرتے ہیں لہٰذا یہ لوگ مرتد اور کافر ہیں۔

(٢٢) مسئلہ: جہاد کیلئے ٹریننگ بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال: ٦٠)

جتنا ہو سکے دشمن کے خلاف قوت فراہم کرو۔

جن افراد نے ٹریننگ حاصل نہ کی ہو انہیں جہاد کیلئے نہیں جانا چاہیے کیوں کہ اس سے فائدے کے بجائے مجاہدین کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

خلاصہ اور اختتام

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من اتی الیکم معروفاً فکافئوہ فان لم تجدوا فادعوا له...... الخ

(ابوداود:٤٨١٣, الموارد: ٢٠٢١, والنسائی والطبرانی وغیرهم)

جس نے تمہارے ساتھ نیکی کی تو اس کا پورا بدلہ دو، اگر بدلہ نہیں دے سکتے ہو تو اس کیلئے دعا کرو۔

میں سب قارئین حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ میں نے یہ کتاب بہت عجلت میں مجاہد اور عام مسلمان بھائیوں کیلئے لکھی ہے تاکہ سوئے ہوئے مسلمان جاگ اٹھیں اور میدان جہاد میں کود پڑیں۔ جس وقت میں یہ کتاب لکھ رہا تھا تو میں شدید بیمار اور مصروف تھا لیکن پھر بھی "الحمد اللہ" ہمت کر کے یہ کتاب لکھی، لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ میری اس نیکی کا بدلہ ضرور عطا کرے۔

میری دوسری درخواست تمام مسلمانوں اور اسلامی تنظیموں سے یہ ہے کہ سب کے سب مسلمان ایک آواز ہو کر کفر کے خلاف کھڑے ہو جائیں اور مشترکہ طور پر وحشی کافروں امریکہ، انگریز اور ان کے اتحادیوں کے خلاف میدان جہاد میں اتریں۔ کفر کے خاتمہ اور اسلام کے سربلندی کیلئے اپنا مال، جان اور سب کچھ قربان کر دیں۔

پاکستان اور افغانستان کے غیور مسلمانو! آج امریکی اور اس کی حامی وحشی فوجی مسلمان دوشیزاوں کو پکڑ کر ان کے ساتھ جبراً زنا کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کی ویڈیو فلم بنا کر اپنے اپنے ممالک

بھیج دیتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی عزت وآبروکواس طرح پامال کرتے ہیں۔ یہ وحشی کتے عورتوں کے علاوہ بچوں، بوڑھوں اور جوانوں پر جنسی تشدد کرتے ہیں اور بہت سے مسلمان مرد ان کے جنسی زیادتیوں کی وجہ سے ہسپتالوں میں زیرعلاج ہیں۔ بہت سی مسلمان ماؤں اور بہنوں کی عزت پرڈاکہ ڈالا،علمائے دین کو پکڑ کر بندروں کی طرح گوانٹانامو کے پنجروں میں بند کردیاان کی بےعزتی اور بے حرمتی کی۔کیا ہمیں کفار کے سامنے اس طرح کی ذلت اور شرمناک زندگی گذارنی چاہیے؟ کیا مسلمانوں کی غیرت اور ہمت یہ اجازت دیتی ہے کہ اپنی ماؤں، بہنو،بیٹیوں اور بیویوں کی عزت وآبرو کو پامال ہوتے ہوے دیکھ لیں اور ہم یہ سب کچھ برداشت کریں؟ ان ظالم وحشی ریچھوں نے تو یہ قسم کھائی ہے کہ تمام عمر مسلمانوں کی جان، مال عزت وآبرو سے کھیلتے رہیں گے اور ایک لمحہ کیلئے بھی امن اورعزت کی زندگی نہیں گذارنے دیں گے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسلمانوں کوخبردار کیا ہے کہ کفار مسلمانوں کے سخت ترین دشمن ہیں۔ کفار کا مذہبی پیشوا پاپ جان پال جب اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو اپنی آخری وصیت میں اپنے پیروکاروں کو کہتا ہے کہ تم اس وقت تک جنت نہیں جاسکتے جب تک کے مسلمانوں کے سات مردوں کی عزت اور آبرو پامال نہ کردو۔ ہم اپنی آنکھوں سے آئے دن دیکھتے ہیں کہ عراق اور افغانستان میں یہ وحشی ریچھ درجنوں افراد کی عزت پرڈاکہ ڈالتے ہیں۔میرے مسلمان بھائیو! آیئے اس ذلت آمیز زندگی سے نجات حاصل کرنے کیلئے جہاد کا راستہ اختیار کریں اور اس وقت تک ان کے خلاف بےجگری سے لڑتے رہیں جب تک کہ وہ مسلمانوں کے مقبوضہ ممالک سے بھاگ نکلنے پر مجبور نہ ہوجائیں۔ ذلت کی سوسال زندگی سے عزت کی ایک دن کی زندگی بہت بہتر ہے۔اگراب بھی ہم مسلمانوں کی غیرت نہ جاگی اور ہم نے کفر کے خلاف میدان جہاد کا انتخاب نہ کیا تو اس دنیا میں بھی غلامی کی بدترین زندگی گذاریں گے اور آخرت میں بھی ہمارا ٹھکانہ جہنم ہوگا جوسب سے براٹھکانہ ہے۔

میں ان ملاوؤں اور مدرسین حضرات سے پوچھتاہوں کہ تم قیامت کے دن اللہ کے حضور میں اس وقت

کیا جواب دوگے جب کوئی مسلمان عورت اللہ کے سامنے کھڑی ہوکر یہ فریاد کرے گی کہ میری بے عزتی کا بدلہ ان ملاؤں اور مدرسین نے کیوں نہ لیا اور کفار کے ظلم اور زیادتی سے ہمیں کیوں نہ بچایا؟ کیا یہ تمہارے لئے بہتر نہیں کہ تم اللہ سے مدد طلب کر کے جہاد کے میدان میں کود پڑو، اور اللہ کی رضا کی خاطر لڑو۔ موت اور قید سے ڈرنے کی قطعاً ضرورت نہیں کیوں کہ موت اپنے مقررہ وقت پر آتی ہے۔ اور ایک منٹ کیلئے بھی آگے پیچھے نہیں ہوتی۔

اگر مشرق میں کوئی کافر مسلمانوں کی کسی لڑکی کو پکڑ لے تو مغرب کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کی نجات کیلئے جہاد کریں اور اس وقت تک لڑتے رہیں جب تک کہ کافر کے چنگل سے اسے نجات نہ دلائیں۔ (شامی)

اس وقت سینکڑوں نہیں بلکہ لاکھوں بہن بھائی کفار کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں اور وہ ظلم وستم کے بھٹی میں جل رہے ہیں کیا اب بھی جہاد نہ کرنے کیلئے کوئی عذر معذرت باقی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ تمام مسلمانوں خصوصاً علماء حضرات کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ جہاد کیلئے نکل جائیں اور اپنے ان ازلی دشمنوں سے قتال کریں جو مسلمان ملکوں پر قبضہ کر کے اہل اسلام کی عزت و آبرو کو پامال کررہے ہیں۔ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں بے گناہ لوگوکو شہید اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی کررہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ کفار کو ایسی عبرتناک شکست دیں جس طرح کہ ہمارے نبی محمد ﷺ، اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور صلاح الدین ایوبی، طارق بن زیاد احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہم اور ہمارے دوسرے سلف نے شکست دی تھی۔

اللهم ببابك اوقفنا ركائب الذل والانكسار، وبجانبك انحنا نجائب العجز و الاختصار ولعطائك مددنا يد الفاقة والاضطرار رب فلا تجعل ما الفته قرائحنا مردوداً الينا بالطرد والابعاد ولا ماسطرته انامانا شهيداً علينايوم يقوم الاشهاد و ارزقناشهادة ننال بها اعلى رتب الزلفى لديك وبيض وجوهنا يوم تسود الوجوه وتبيض بين يديك فانت ذوى الطول العظيم.

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین.

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان